حرم کی چوکھٹ پر......

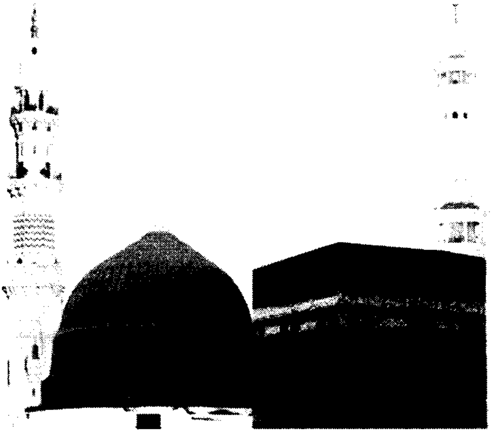

مولانا ڈاکٹر محمد فرمان ندوی

(استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

ناشر

نگرامی ٹور اینڈ ٹریولس، لکھنؤ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بارِ اوّل

١٤٤٠ھ - ٢٠١٩ء

نام کتاب : ....حرم کی چوکھٹ پر

مرتب : مولانا ڈاکٹر محمد فرمان ندوی

صفحات : ٨٠

تعداد اشاعت : ١٠٠٠

قیمت : ٦٠/روپئے

ملنے کے پتے

○ مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ ○ مکتبہ الشباب ندوہ روڈ، لکھنؤ

○ مکتبہ احسان مکارم نگر، لکھنؤ ○ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ

SETTING BY : SAAD HAMDAM (M.S.) @ 9860448783

حدیث نبوی ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جب تم عمرہ یا حج کرنے والے سے ملو تو اس کو سلام کرو، اور مصافحہ کرو اور درخواست کرو کہ وہ تمہارے لئے اللہ سے استغفار طلب کرے، قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو، کیونکہ وہ بخشا بخشایا ہے۔'' (مسند احمد: ۲۵۳۸)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے، اور اگر وہ بخشش مانگیں تو انہیں بخش دیتا ہے۔'' (سنن نسائی، وسنن ابن ماجہ)

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
عرض ناشر	۹
مقدمہ حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی	۱۰
مسافر حرم کے قلم سے	۱۲
مبارک مقامات **تعارف اور تاریخ**	۱۵
مکہ مکرمہ امن کا شہر	۱۶
کعبہ مقدسہ	۱۶
حجر اسود	۱۷
رکن یمانی	۱۷
ملتزم	۱۷
حطیم	۱۷
مقام ابراھیم	۱۸
آب زمزم	۱۸
صفا	۱۸
مروہ	۱۸
میزاب	۱۸

مولدالنبی	۱۸
مسجد شجرہ	۱۹
مسجد دائرہ	۱۹
مسجد جن	۱۹
جنت المعلاۃ	۱۹
مسجد اجابۃ	۲۰
غار حراء	۲۰
منیٰ	۲۰
مزدلفہ	۲۰
عرفات	۲۰
غار ثور	۲۱
غلاف کعبہ کی تاریخی حیثیت	۲۱
عمرہ: آداب، طریقہ	۲۳
ابتدائی اعمال	۲۴
فرائض عمرہ	۲۴
واجبات عمرہ	۲۴
احرام کا طریقہ	۲۴
ممنوعات احرام	۲۵
استقبال بیت اللہ	۲۵
طواف وسعی کا طریقہ	۲۵

حلق کے مسائل	۴۷
عام طواف	۲۸
دوسرا عمرہ	۲۸
چند قابل لحاظ باتیں	۲۸
حج بیت اللہ فضلیت، اہمیت، آداب اور طریقہ	۳۱
حج کی فضلیت و اہمیت	۳۲
حج کے مقاصد	۳۲
بہترین حج کیا ہے	۳۳
حج: اطاعت وفرمانبرداری کا عظیم مظہر	۳۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منصب امامت کا راز	۳۴
سفر حج پر جانے والوں کو نصیحت	۳۸
ضروری شرطیں	۴۰
حج کے فرائض	۴۰
حج کے واجبات	۴۰
حج کا پہلا دن (۸/ذی الحجہ)	۴۱
حج کا دوسرا دن (۹/ذی الحجہ)	۴۱
حج کا تیسرا دن (۱۰/ذی الحجہ)	۴۱
حج کا چوتھا دن (۱۱/ذی الحجہ)	۴۲
حج کا پانچواں دن (۱۲/ذی الحجہ)	۴۲

اعمال حج: حکمتیں اور اسرار	۴۳
حج وعمرہ کے فوائد	۴۷
زیارت مدینہ منورہ	۴۸
زیارت مدینہ کی حکمتیں	۴۸
پہونچا جو حرم کی چوکھٹ پر	۵۰
تصور کعبہ	۵۰
سفر کا آغاز	۵۰
ضروری کارروائی اور عمرہ کی تیاری	۵۱
جہاز میں	۵۱
قرآنی شخصیت	۵۲
جدہ ائیر پورٹ پر	۵۳
مکہ مکرمہ میں	۵۴
عمرہ کے لئے حرم حاضری	۵۴
بہ طواف کعبہ رفتم	۵۴
مکتب التوجیہ والارشاد	۵۷
چھوٹے چھوٹے کیڑے	۵۷
مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندویؒ کی طرف سے عمرہ	۵۸
ذکر خیر	۵۸
خطبہ جمعہ اور نماز	۵۹

مدینہ طیبہ میں	۶۱
روضہ شریفہ پر حاضری	۶۲
نماز کی فکر مندی	۶۳
ندوی فضلاء سے ملاقات	۶۳
چند زیارت گاہیں	۶۴
ائمہ حرم نبوی	۶۴
مستورات کے لئے روضہ پر حاضری کی ترتیب	۶۴
حضرت ناظم ندوۃ العلماء سے فون پر رابطہ	۶۵
مدینہ کی کھجوریں	۶۶
شیخ حامد اکرم بخاری سے ملاقات	۶۶
سعودی باشندہ صالح عبدالرحمٰن سے ملاقات	۶۶
جناب مولانا قاری عبدالحمید ندوی کا اظہار محبت	۶۷
مناجات علامہ سید سلیمان ندویؒ	۶۷
حضرۃ الاستاذ کا شعری ذوق	۶۸
مدینہ منورہ میں اجازت حدیث	۶۹
مدینہ سے روانگی	۷۰
ایک مخلص اور کرم فرما کے مکان پر	۷۰
ائیر پورٹ پر نماز فجر	۷۱
با خدا دیوانہ باش، با محمد ہوشیار	۷۱
منتخب دعائیں	۷۳

عرض ناشر

نحمده، ونصلي على سيد المرسلين محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين ۔ أمابعد:

میرے لئے سعادت کی بات ہے کہ میں اس وقت ایک اہم اور مبارک سفر کی روداد قارئین کے سامنے پیش کررہا ہوں، یہ سفر عمرہ اور زیارت کا ہے، عالم اسلام کی مشہور شخصیت، ہمارے مخدوم ومحسن حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، چیف ایڈیٹر عربی ماہنامہ البعث الاسلامی) نے ۲۲ جنوری ۲۰۱۹ء تا ۲۹ جنوری ۲۰۱۹ء عمرہ کا سفر کیا، اور ماشاء اللہ خیر وسلامتی کے ساتھ واپس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم فرمائے۔

اس سفر میں حضرت مولانا مدظلہ العالی کے ساتھ دارالعلوم کے لائق استاذ مولانا ڈاکٹر محمد فرمان ندوی اور مولانا عبداللہ مخدومی ندوی تھے، مولانا محمد فرمان ندوی نے اس سفر کی روداد بڑے سلیقہ سے مرتب کی ہے، رسالہ کے شروع میں مقامات مقدسہ کا تعارف کرایا ہے اور حج وعمرہ کرنے کے آداب اور شرائط بھی قلمبند کردئے ہیں، اس طرح یہ کتاب حج وعمرہ گائڈ بک ہے، جس کو ہر ٹریول ایجنسی کو اپنے زائرین کو دینا چاہیے، ان شاء اللہ اس رسالہ سے اس سفر کی پوری تفصیل قارئین کے سامنے آئے گی، جس سے حرمین کے زمانۂ قیام کی قدر کرنے اور ان کی برکتوں سے مستفیض ہونے کا سلیقہ بھی معلوم ہوگا۔

خوش آئند بات یہ ہے کہ حضرت مولانا کا یہ سفر نگرامی ٹور اینڈ ٹریولس لکھنؤ کے ذریعہ ہوا، ٹور کے مینجنگ ڈائریکٹر احمد نگرامی اور دیگر افراد پر مولانا محترم کا یہ احسان ہے کہ آپ نے اس ادارہ کو یہ موقع عنایت فرمایا۔ جس کے احسان سے ہم کبھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔

نگرامی ٹور اینڈ ٹریولس کے لئے شرف کی بات ہے کہ وہ اس علمی ودینی سفرنامہ کو شائع کررہا ہے، اللہ رب العزت اس سلسلہ اشاعت کو قبولیت عطا فرمائے۔

۱۳/۲/۱۴۴۰ھ

۶/۶/۲۰۱۹ء

عمار نگرامی

نگرامی ٹور اینڈ ٹریولس، لکھنؤ

مقدمہ

بقلم: حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
(مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء و إما م المرسلين محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين۔ أمابعد:

مجھے بڑی خوشی ہے کہ جنوری ۲۰۱۹ء کے تیسرے ہفتہ میں مجھے اور میرے ساتھیوں کو عمرہ کے سفر پر جانے کی سعادت نگرامی ٹور اینڈ ٹریولس کے ذریعہ حاصل ہوئی، اور اس کمپنی کے نظام سے ہمارے سفر میں ہر طرح کی سہولت اور حرمین کے قیام میں پورے اطمینان کے ساتھ وقت گذارنے کا موقع حاصل ہوا۔

بلاشبہ حج وعمرہ کا سفر روح کی غذا کا اہم ذریعہ ہے، اس کے ذریعہ انسانی وجود بڑا مبارک اور قابل رشک ہو جاتا ہے، اللہ رب العزت کے شعائر کی زیارت اور دیار مقدسہ میں عبادت کی توفیق ایسی عظیم سعادتیں ہیں، جن پر سب کچھ قربان کردیا جائے تب بھی ہیچ ہے، کیونکہ اس کے بعد ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے، یہ سعادت توفیق الٰہی کی مرہون منت ہے، اللہ تعالیٰ ہر ایمان والے کو پورے جذبہ اور عقیدت کے ساتھ اس سفر کو پورا کرنے کی سعادت نصیب فرمائیں۔ ایسا نہ ہو کہ عمرہ اور حج کا سفر ایک تفریحی ٹور بن کر رہ جائے، اور اس کا تقدس، اس کی معنویت متاثر نہ ہو جائے، اسی لئے اس میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سچی محبت اور اطاعت کا جذبہ پوری طرح کارفرما ہونا نہایت ضروری امر ہے، کیونکہ اس سفر کا ایک ایک لمحہ اسی اطاعت اور پاکیزہ محبت کے ساتھ گذارنا ایک لازمی اور بنیادی حقیقت ہے۔

چونکہ حج صاحب استطاعت انسان پر فرض ہے، اور عمرہ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے، اس لئے دونوں کے آداب وطریقے ہیں، جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اگر ان طریقوں کا لحاظ نہ رکھا جائے تو یہ دونوں عبادتیں صحیح انداز میں ادا نہیں ہوتی ہیں، بلکہ

انسان کی ظاہری تیاریاں بے سود ثابت ہوتی ہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ اہل علم اور تجربہ کار حضرات اس موضوع پر اپنی معلومات کا خلاصہ پیش کرتے رہیں، اور اس راہ کے مسافروں سے ان باتوں کا مذاکرہ ہوتا رہے تو ان کو حرمین شریفین میں اچھا وقت گذارنے اور ان دونوں عبادتوں کو صحیح انداز میں ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔

حج وعمرہ کے موضوع پر متعدد اہل علم نے کتابیں لکھیں ہیں، کچھ کتابیں تاریخی ہیں، جن میں مقدس مقامات کا تعارف کرایا گیا ہے، کچھ فقہی ہیں، جن میں مسائل ذکر کئے گئے ہیں، کچھ تأثراتی ہیں، جن میں عشق الٰہی اور محبت نبوی کی جلوہ گری ہے، یہ تمام کوششیں بہت مبارک اور قابل ستائش ہیں: ''ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است''

لیکن ان تمام کتابوں سے عطر کشید کرکے ایک ایسی کتاب تیاری کی گئی ہے، جو بیک وقت جغرافیائی، تاریخی، تأثراتی اور فقہی تمام پہلوؤں پر مشتمل ہے، اس کو ہمارے عزیز مولانا محمد فرمان ندوی نے مرتب کیا ہے، ماشاء اللہ توفیق الٰہی سے وہ ڈیڑھ سال کی مختصر مدت میں حج وعمرہ کی متعدد بار سعادت سے مستفید ہو چکے ہیں، مزید یہ کہ انہوں نے اس موضوع پر اہل علم کی کتابوں کا مطالعہ بھی کیا ہے، اس طرح ان کی یہ کتاب ہر لحاظ سے مسافرانِ حرم کے لئے قیمتی سوغات سے کم نہیں۔

مجھے مسرت ہے کہ نگرامی ٹور اینڈ ٹریولس کے ذریعہ یہ کتاب شائع ہو رہی ہے، اس کے ذریعہ ان شاء اللہ حج وعمرہ کے عازمین کو عبادتوں میں آسانی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں اور خیر کا ذریعہ بنائیں۔ ربنا تقبل منا، إنك أنت السميع العليم۔

راقم الحروف

سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
مدیر البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۲۰/ جمادی الأخری ۱۴۴۰ھ
۱۳/ فروری ۲۰۱۹ء

مسافرِ حرم کے قلم سے

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين، أما بعد:

پہنچا جو حرم کی چوکھٹ پر، اک ابر کرم نے گھیر لیا
باقی نہ رہا پھر ہوش مجھے، کیا مانگ لیا، کیا بھول گیا

راقم کی زبان اللہ تعالیٰ کے تشکر و امتنان سے لبریز ہے کہ اس نے پہلی بار اسے ۲۰۱۳ء میں عمرہ کی سعادت نصیب فرمائی، پھر خادم الحرمین الشریفین کی دعوت پر ۲۰۱۷ء میں دوبارہ عمرہ اور ۲۰۱۸ء میں پہلی بار حج بیت اللہ کی توفیق ملی۔ فالحمدلله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه۔

حالیہ سفر جس کی مختصر روداد پیش کی جارہی ہے، حضرۃ الأستاذ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی (مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ) کی معیت میں ۲۲/جنوری ۲۰۱۹ء سے ۲۹/جنوری ۲۰۱۹ء صرف ایک ہفتہ کے لئے ہوا، اس میں تین مکہ مکرمہ میں اور تین دن مدینہ منورہ میں قیام رہا، دونوں جگہ قریب کے ہوٹل میں رہے، جس سے زیادہ تر وقت حرم میں گذارنے کا موقع ملا، زندگی کے وہ لمحات بڑے تاریخی اور یادگار بن گئے جب مشفق و مربی حضرۃ الاستاذ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی زید مجدہم نے خوشخبری عطا فرمائی کہ سفر عمرہ میں احقر کو بھی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوگا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے دیار مقدسہ کی زیارت کا ایک مرتبہ پھر خوشگوار موقع فراہم کیا، فلله الحمد والشكر، اور

تمنا ہے کوئی اللہ والا، پھر دعا کردے
کہ مجھ کو رب کعبہ دولتِ حج پھر عطا کردے

وہی تیاریاں ہوں پھر علائق سے جدا ہو کر
یہ بندہ پھر خدا کا ہو کے ترک ماسوا کردے

نگرامی ٹور اینڈ ٹریولس کے ذمہ دار جناب ڈاکٹر عمار نگرامی صاحب کا اصرار تھا کہ حرم کے اس سفر کی روداد ضرور مرتب کروں، انہوں نے روداد کے ساتھ حج اور عمرہ کے طریقے اور ضروری دعاؤں کے ذکر کا بھی مشورہ دیا، تاکہ عازمین حج وعمرہ کو یہ کتاب رہنما اور گائیڈ کے طور پر دی جاسکے۔ ماشاءاللہ بتوفیق الٰہی یہ کتاب مرتب ہوئی، اور حضرۃ الأستاذ نے اس پر گرانقدر مقدمہ رقم فرمادیا، جس سے کتاب کی اہمیت میں اضافہ ہوگیا، اللہ ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔ ہم ٹریولس کے ذمہ دار ڈاکٹر محمد عمار نگرامی اور ان کے صاحبزادے احمد نگرامی کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو اپنے ادارہ سے شائع کرنے کا اہتمام کیا، فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر برادرم مولانا عبداللہ مخدومی ندوی کا شکریہ نہ ادا کیا جائے، جو سفر کے بہترین رفیق ہوتے ہیں اور سچ ہے کہ سفر کے نشیب وفراز ہی میں رفاقت کا صحیح تجربہ ہوتا ہے، کتاب کے اخیر میں دعاؤں کا اضافہ کیا گیا، ان دعاؤں کی کمپوزنگ محمد دانش (متعلم عالیہ رابعہ دعوہ، دار العلوم ندوۃ العلماء) نے کی، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

دعا ہے کہ اللہ اس کتاب کو قبولیت عطا فرمائیں، اور اپنی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائیں۔ وصلى الله على خير حلقه محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔

راقم الحروف
محمد فرمان ندوی
دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۲۰ ر جمادی الأخری ۱۴۴۰ھ
۲۶ ر فروری ۲۰۱۹ء

مبارک مقامات

تعارف اور تاریخ

مکہ مکرمہ امن کا شہر:

دنیا میں عقیدت واحترام سے جس شہر کا نام لیا جاتا ہے اور جس کو امن وامان کا مرکز کہا گیا ہے وہ مکہ مکرمہ ہے، یہ مقدس سرزمین ہے، برکتوں سے معمور ہے، یہاں کی عبادت کا ثواب جس طرح کئی گنا ہوتا ہے اسی طرح گناہ کی سزا بھی سنگین ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ذلك، ومَن يُعَظِّم حُرمَاتِ اللهِ فَهُوَ خَير له عِندَ رَبهِ۔ (حج:٣٠) جوکوئی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے، ایک دوسری جگہ آیا ہے: وَمَن يُرِد فِيهِ بِإلحَاد بِظُلم نُذِقهُ مِن عَذَابِ السَعِير (حج:٢٥) جو بھی حرم میں کسی قسم کے جرم کے ساتھ کج روی کا ارادہ کرے گا، تو ہم اسے دردناک عذاب سے دوچار کریں گے)۔

کعبہ مقدسہ:

مکہ مکرمہ میں اللہ کا مقدس گھر موجود ہے، اس سے پورا نظام عالم مربوط ہے، کیونکہ وہاں سے وہ پیغام جاری ہوا، جس پر دنیا کی بنا قائم ہے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

> ”یہ نظام عالم نہ حکومتوں سے مربوط ہے، نہ تنظیمات سے، نہ فوجی طاقت سے، نہ اخلاقی فلسفوں اور تہذیبوں اور علمی مرکزوں سے مربوط ہے، نظام عالم جہاں تک ہماری نگاہیں نہیں پہنچ سکتی بیت اللہ شریف سے اور اس دعوت سے مربوط ہے، جس کے لیے بیت اللہ قائم ہوا“۔
>
> (قرآنی افادات ص:٤٢٨)

خانۂ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ اور اللہ کی تجلیات کا مظہر ہے، قرآن میں اسے کہیں البیت العتیق (قدیم اور غیر مقبوضہ گھر) کہیں البیت الحرام (محترم گھر) کہا گیا ہے، اس کی اونچائی تقریباً ١٥ رمیٹر ہے، اس کے چار کونے ہیں: رکن حجر اسود، رکن عراقی، رکن شامی، رکن یمانی، یہ سب سے پہلا گھر ہے، جو روئے زمین پر تعمیر کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے صحیح کہا ہے

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں، وہ پاسباں ہمارا

چند مقامات

خانہ خدا کعبہ مقدسہ سے متعلق کئی ایسے شعائر ہیں جو تشریح طلب بھی ہیں، اور قابل وضاحت بھی، ان میں ا۔حجر اسود۔۲۔رکن یمانی ۳۔ملتزم ۴۔حطیم ۔۵۔مقام ابراہیم۔ ٦۔آب زمزم، ۷۔صفاو مروہ۔

حجر اسود:

حجر اسود جنت کا پتھر ہے، اس کا چھونا گناہوں کو بالکل مٹا دیتا ہے، یہیں سے طواف شروع ہوتا ہے۔

رکن یمانی:

اس کو یمانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا رخ یمن کی طرف ہے۔دوران طواف اس کا چھونا (اگر آسانی سے ممکن ہوتو) مستحب ہے۔

ملتزم:

یہ کعبہ شریفہ کا وہ حصہ ہے، جو حجر اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان ہے، یہاں پر دعاؤں کی قبولیت زیادہ ہوتی ہے۔

حطیم:

یہ کعبہ کا اندرونی حصہ ہے، اس میں نماز پڑھنا کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے مانند ہے۔اس کو حطیم کہا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کعبہ کی تعمیر کے وقت جب قریش کے پاس حلال مال کم پڑ گیا تو انہوں نے اس کو ایسا ہی چھوڑ دیا، اور اس کی دیوار کو حجر اسماعیل بھی کہا

جاتا ہے، یعنی حضرت اسماعیل کی چھاؤنی یہیں تھی، اس میں نفل پڑھنا مسنون ہے۔

مقام ابراہیم:

یہ وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کعبہ کے وقت کے نشانات قدم ہیں، اس سے ملی ہوئی جگہ پر نماز پڑھنے کا قرآن حکم دیتا ہے: وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبرَاهِيمَ مُصَلًّى۔

آب زمزم:

روئے زمین پر سب سے بہترین پانی ہے، اس میں غذا بھی ہے اور بیماریوں سے شفا بھی، مسند احمد کی روایت ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے گا وہ پورا ہوگا۔ یہ پانی صفا و مروہ کی پہاڑیوں سے نکلتا ہے، حرم میں ہر مناسب جگہ پر اس کا انتظام ہے۔

صفا:

بوقبیس کے دامن میں یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جو خانہ کعبہ سے ۱۳۰ میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اب اس کی شکل مٹ گئی ہے، یہاں خوبصورت مسعی بنایا گیا ہے، جو کئی منزلہ ہے۔

مروہ:

یہ جبل قیقعان کی ایک پہاڑی ہے، جو کعبہ شریف سے ۳۰۰ میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ان دونوں پہاڑیوں پر حضرت ہاجرہؓ حضرت اسماعیل کی پیاس کو دیکھ کر پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں۔

میزاب:

حطیم کی طرف خانہ کعبہ کی چھت کا پرنالہ "میزاب رحمت" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

چند یادگاریں

مولد النبی ﷺ:

باب حنین مسجد حرام سے نکل کر آگے بڑھنے پر مولد النبی ﷺ کی زیارت ہوتی ہے، یہاں ایک مکتبہ قائم ہے جو مکتبہ مکۃ المکرّمہ کے نام سے جانا جاتا ہے، اس کی داہنی طرف ایک پہاڑ ہے جس کے بارے میں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی پر کھڑے ہوکر تمام قبائل عرب کو جمع کیا تھا، اور اجتماعی طور پر دعوت اسلام پیش کی تھی، اس موقعہ پر ابولہب نے کہا تھا کہ اے محمد ﷺ! تمہارے لئے بربادی ہو، تم نے ہم کو اس لئے جمع کیا تھا، اللہ تعالی نے ابولہب کے لئے بربادی مقدر کی اور تَبَّت یَدَا أَبِی لَهَب وتَبَّ پوری سورت نازل ہوئی۔

وہیں بیت الخلاء کی عمارت بھی ہے، معلوم ہوا کہ ابوجہل کا گھر یہیں تھا، حکومت سعودیہ نے اس شقی اور بدبخت کے گھر کی جگہ پر بیت الخلاء تعمیر کرکے اسے بول و براز کی جگہ بنادیا ہے، گویا ہر انسان وہاں جاکر اس کی ناپاک حرکتوں کو یاد کرکے تھوکتا ہے۔

مولد النبی ﷺ ہی سے متصل علاقہ کو شعب ابی طالب کہا جاتا ہے، جب دعوت اسلام کا آغاز ہوا تو ہر سمت سے آپ ﷺ پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے، اخیر میں سرداران قریش نے یہ چاہا کہ تمام مسلمانوں کا معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے، چنانچہ تین سال تک اذیت ناک سزاؤں کا یہ سلسلہ رہا، کچھ باغیرت لوگوں نے پہل کی تو یہ سلسلہ ختم ہوا۔

مسجد شجرہ:

یہاں کھجور کا درخت تھا، جس نے رسول اکرم کی نبوت کی گواہی دی تھی۔

مسجد دائرہ:

یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو دائرہ میں چھوڑا تھا، جنوں

کے شر سے بچنے کے لئے۔

مسجد جن:

یہاں رسول اللہؐ نے جنوں کو دعوت اسلام دی تھی۔

جنت المعلاۃ:

یہ مکہ کا قبرستان ہے، یہاں اُم المؤمنین حضرت خدیجہؓ کی قبر ہے، جنت البقیع (مدینہ منورہ میں) اور جنت المعلاۃ (مکہ مکرمہ میں) یہ دونوں مشہور قبرستان ہیں۔

مسجد اجابۃ:

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ اپنا خیمہ لگایا تھا، یہ حرم شریف سے تین کلومیٹر کی دوری پر ہے۔

غار حراء:

یہ مکہ سے تقریبا پانچ کلومیٹر فاصلہ پر ہے، یہیں پہلی وحی نازل ہوئی۔ یہ بطحاء قریش میں ہے، نبوت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن کا کھانا لے کر یہاں آجاتے اور عبادت وریاضت میں وقت گذارتے۔

منیٰ:

وہ جگہ ہے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج میں تشریف لے گئے، یہاں مذبح بھی ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیلؑ کو قربان کرنے کے لئے لائے تھے۔ یہیں چھوٹے، درمیانی اور بڑے شیطان کو کنکری ماری جاتی ہے۔

مزدلفہ:

منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک وادی ہے، یہاں ایک مسجد ہے، جہاں حجاج مغرب اور عشاء کی نماز پڑھتے ہیں۔

عرفات:

عرفات وہ میدان ہے، جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیا تھا، اس میدان سے متصل جو پہاڑ ہے جبل رحمت کہا جاتا ہے۔

غارِ ثور:

یہ ایک غار ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت تین دن قیام فرمایا تھا، اور آگے کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

غلاف کعبہ کی تاریخی حیثیت:

دنیا میں روشنی کا مینار خانہ کعبہ ہے، وہ بیحد نایاب تحفہ اور واجب التعظیم چیز ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کی بقا و دوام کا ضامن اور اس کی صالحیت کا رمز ہے، اس کے احترام و تقدس میں اس کا طواف کرنا، وہاں حقوق عبدیت بجالانا اور جبین نیاز کو خم کرنا ہے، یہ حقیقت ہے کہ جو چیز جتنی محترم ہوتی ہے اس کی حفاظت بھی اسی قدر مطلوب ہوتی ہے چنانچہ خانہ کعبہ کا غلاف اسی جذبہ کا مظہر ہے۔

غلاف کعبہ کی تاریخ صدیوں پرانی ہے، بعض تاریخی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ نے یہ سلسلہ جاری کیا، قریش مکہ کے متعدد قبیلوں نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، وہ ۱۰ ر محرم عاشوراء کو غلاف کعبہ بدلتے اور اس دن کو ایک یادگار تصور کرتے، نیز اسی کے شکرانہ میں روزہ بھی رکھتے، آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد بھی یہ رسم جاری رہی، فتح مکہ کے موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اليوم يوم المرحمة، اليوم تُكسى فيه الكعبة (آج کا دن رحم وکرم والا ہے، آج کعبہ کی غلاف پوشی ہوگی)، علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کعبہ کی تعظیم کے لئے جو آداب وشرائط ہیں وہ عام مسجدوں کے لئے نہیں، اسی وجہ سے اس کو ریشمی کپڑوں سے ڈھانکے جانے پر علماء کا اجماع ہے۔

خلفاء راشدین نے اپنے دور خلافت میں مصر کے شہر ''فیوم'' کے بنے ہوئے کپڑوں کے ذریعہ کعبہ کی غلاف پوشی کی، اموی اور عباسی دور میں بھی یہ روش جاری رہی، فاطمی عہد میں وہیں کا غلاف زینت کعبہ ہوتا، مصر جب خلافت عثمانیہ کے زیر اقتدار آیا تو غلاف کعبہ کا اندرونی حصہ قسطنطنیہ میں تیار ہوتا اور بیرونی حصہ مصر میں، محمد علی پاشا کے زمانہ میں تقریباً ۶ر سال تک غلاف کعبہ مکرمہ بھیجے جانے کا سلسلہ موقوف رہا، ۱۹۲۷ء میں غلاف کعبہ تیار کرنے کے لئے سعودی عرب میں ''اجیاد'' نامی کمپنی کی بنیاد پڑی جس کے اکثر کاریگر ہند نژاد تھے، یہ کمپنی اس وقت بھی غلاف کعبہ کی مینا کاری میں مصروف عمل ہے، اس کو مصنع کسوۃ الکعبۃ (غلاف تیار کرنے والی فیکٹری) کے نام سے جانتے ہیں، اُم الجود کے علاقہ میں یہ کمپنی ہے، ہر سال ۹ر ذی الحجہ کو عرفات کے دن فجر کے وقت نئے غلاف کو مسجد حرام پہونچایا جاتا ہے، اور کعبہ شریف پر ڈالا جاتا ہے۔

عمرہ
آداب، طریقہ

ابتدائی اعمال:

سفر کی دعا: اَللّٰهم أنتَ الصاحبُ فی السَفَرِ، والخَلِيفَةُ فی الأهلِ والمَالِ،اللّٰهم انّی أسألُكَ فی سَفَرِی هذا البِرَّ والتقویٰ، ومِنَ العَمَلِ ما تِرضَی، اللّٰهم هَوِّن سَفَرِی هذا،واطوِ عَنِّی بُعدَه، اللّٰهم انی أعوذُ بِكَ من وَعثَاءِ السَفَر، وَكَآبَةِ المَنظَرِ وسُوءِ المُنقَلَبِ۔(صحيح مسلم)

تلبیہ: لَبَّيكَ اللّٰهمَّ لَبَّيكَ ،لَبَّيكَ لا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيكَ،انَّ الحَمدَ والنِعمَةَ لَكَ،وَالمُلكَ ،لَاشَرِيكَ لَكَ۔

عمرہ کی نیت: "اللّٰهم إني أُرِيدُ العُمرَةَ فَيَسِّرهَا لِي وَتَقَبَّلهَا مِنِّي۔ (اے اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں، اسے میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما)لَبَّيكَ اللهمَّ عُمرَةً۔

فرائض عمرہ:

احرام باندھنا۔

تلبیہ پڑھنا اور نیت کرنا۔

خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔

واجبات عمرہ:

میقات سے احرام باندھنا۔

سعی کرنا۔

سر کے بال منڈانا یا کٹانا۔

احرام کا طریقہ:

غسل کرنا، بال صاف کرنا، بدن کو خوشبو لگانا (کپڑے کو خوشبو نہ لگانا)۔

دو سفید چادروں میں سے ایک کو تہہ بند کی طرح باندھنا اور دوسری بدن کے

اوپری حصہ پر اوڑھنا۔

سرڈھانک کر دو رکعت نفل ادا کرنا، پہلی رکعت میں سورت قل یـأ یها الکافرون، دوسری میں سورت قل هو الله أحد پڑھنا۔

ممنوعات احرام:

جسم کے کسی حصہ سے بال اکھاڑنا۔

ناخن کاٹنا۔

مرد کا سر ڈھانپنا۔

مرد کا سلا ہوا کپڑا پہننا۔

احرام میں نیت کے بعد خوشبو لگانا۔

استقبال بیت اللہ:

بیت اللہ پر نظر پڑنے پر تین مرتبہ کہنا: اللـه اکبر لااله الا الله ، اللهم زِد بَیتَك هذا تعظِیماً وتَشریفاً۔

طواف وسعی کا طریقہ:

پھر تلبیہ پڑھتے ہوئے حجر اسود کی طرف آئے، اور اس طرح کھڑا ہو کہ حجر اسود داہنی طرف ہو، اور طواف کی نیت کرے۔

نیت کرنا فرض ہے، وہ یہ ہے کہ اے اللہ! میں تیرے پاک گھر کا سات چکر طواف کرنا چاہتا ہوں، اسے آسان فرما اور قبول فرما۔

اور یہ دعا پڑھے: بِسمِ اللـهِ ،اللـهُ أكبَرُ، لَااِلٰهَ اِلا اللهُ ، وَلِلّهِ الحَمدُ، والـصّلاةُ والسّلامُ على رَسولِ اللهِ، اللهم ايماناً بِكَ، وَتَصدِيقًا بِكِتَابِكَ، وَوَفـاءَ بِـعَهدِكَ، وَاتّباعاً لِسُنّةِ نَبِيّك مُحمّد صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ۔ یہ دعا پہلے طواف کے موقع کی ہے، اگر حجر اسود کو بوسہ لینا ممکن ہو تو بوسہ لے، اور اگر ممکن نہ ہو حجر اسود

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور بِسمِ اللّٰہِ ، اللّٰہُ أکبَرُ پڑھتے ہوئے آگے بڑھے، اور طواف شروع کردے، اور تلبیہ بند کردے۔

اگر طواف کے بعد سعی بھی کرنی ہے تو طواف کے شروع کے تین چکروں میں داہنا کندھا کھلا رکھے، یہ اضطباع ہے، اور شروع کے تین چکروں میں اکڑ کر کچھ تیزی سے چلے، یہ رمل ہے، رمل اور اضطباع صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں، طواف کے لئے وضو ضروری ہے، طواف کرتے وقت دھکے نہ دے، اطمینان سے طواف کرے، حالت طواف میں نگاہیں نیچی رکھے، کعبہ کو اپنی بائیں طرف رکھنا واجب ہے۔

حالت طواف میں کعبہ کی طرف نہ رخ ہو، نہ پیٹھ، اپنی سیدھ میں چلے۔

حالت طواف کی کوئی خاص دعا نہیں ہے۔ البتہ قرآنی دعاؤں کا اہتمام ہو۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں : رَبَّنَا آتِنَا فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِیْ الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَاعَذَابَ النَّارِ۔

حالت طواف میں جو دل میں آئے مانگے۔

طواف کے بعد دو رکعت نماز حرم میں پڑھنی ہے، اگر مقام ابراہیم پر موقع ملے تو وہاں پڑھ لے، ورنہ حرم شریف میں جہاں جگہ ملے، وہاں پڑھ لے۔ پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤأَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ، دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد .

نماز سے فارغ ہو کر ملتزم (خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان کی جگہ) آئے اور اگر ممکن ہو سکے تو اس سے چمٹ کر دعا کرے، پھر زمزم پئے، پھر صفا پر آ کر سعی کرے۔

صفا کے قریب یہ پڑھے:

أبدَأ بِمَا بَدَأ اللّٰهُ بِهِ، إِنَّ الصَّفَا وَالمَروَةَ مِن شَعَائِرِ اللّٰهِ،

پھر صفا پر چڑھ کر تین دفعہ اللہ اکبر کہے، اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھے: لاالٰہ الاالله

وحدَہُ لا شَریکَ لَہُ، لَہُ المُلکُ، ولَہُ الحمدُ یُحیِی وَیُمِیتُ، وَھُوَعَلَی کُلِّ شَئی قَدِیر، لاالٰہَ اِلّا اللہُ وَحدَہُ لا شَرِیکَ لَہُ ، أنجزَ وَعدَہُ ، وَنَصرَ عَبدَہُ، وَھَزَمَ الأحزَابَ وَحدَہُ۔

اس دعا کے بعد جو دل چاہے ہاتھ اٹھا کر مانگے، قبلہ رخ ہو کر دعا کرے، پھر سعی شروع کرے، دونوں ہری بتیوں کے درمیان تیز چلے، اور یہ پڑھے: رَبِّ اغفِر وَارحَم، انّکَ أنتَ الأعَزُّ الأکرَمُ وَتَجاوَز عَمَّا تعلَم۔

مروہ پر پہنچ کر دعا کرے، اور جو جو دعائیں یاد ہوں سب پڑھے، اب صفا مروہ کا ایک چکر ہو گیا۔ اور مروہ سے صفا دوسرا چکر اس طرح سات چکر پورا کرے، پھر بال کٹوائے۔

حلق کے مسائل:

بال کٹوانا ضروری ہے، منڈوانا مستحسن ہے۔

اس طرح ایک عمرہ مکمل ہو گیا۔

چند قابل لحاظ باتیں

عام طواف:

بیت اللہ کا طواف بغیر احرام کے جب چاہیں کریں، نیت کر کے سات مرتبہ کریں، اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھ کر فارغ ہوں۔ طواف جتنے زیادہ چاہیں، عام اجازت ہے، اور گناہوں کی معافی کا ذریعہ بھی۔ یہ طواف اپنی طرف سے اور اپنے اعزہ کی طرف سے بھی کر سکتے ہیں، اور نفلی نمازوں کے مقابلے میں طواف کرنا افضل ہے۔

دوسرا عمرہ:

دوسرا عمرہ اگر کرنا ہے تو اس کے لئے حدود حرم سے باہر جانا پڑے گا، خاص طور سے مسجد عائشہ (تنعیم) جو مسجد حرام سے تقریباً ۱۰ رکیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، وہاں جائیں اور احرام باندھ کر آئیں اور عمرہ مکمل کریں۔

چند قابل لحاظ باتیں:

۱۔ مسجد حرام میں ہر نماز کے بعد تقریباً جنازہ کی نماز ہوتی ہے، اس میں اہتمام سے شرکت کرنا اچھا عمل ہے۔ جن لوگوں کو تجربہ نہیں ہوتا ہے وہ فوراً فرض کے بعد سنت کی نیت باندھ لیتے ہیں، اور سنت میں مشغول ہو جاتے ہیں، پھر جب جنازہ کی نماز شروع ہوتی ہے تو افسوس ہوتا ہے کہ ایک اہم اجتماعی عبادت سے محرومی ہو رہی ہے، جب کہ سنت کو تھوڑی دیر کے لئے مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، فرض نماز کے دو تین منٹ کے بعد اعلان ہوتا ہے: الصلاة على الأموات يرحمكم الله (نماز جنازہ ہوگی، اللہ آپ پر رحم فرمائے)۔

۲۔ مسجد حرام میں ہر نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے، اس استحضار کے ساتھ

۳۔ مسجد حرام میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد نہ پڑھی جائے، بلکہ طواف میں مشغول ہونا ہی مستحسن عمل ہے۔

۴۔ خاص مقامات (مطاف، مقام ابراہیم، ملتزم، رکن یمانی، حطیم، صفا اور مروہ وغیرہ) پر دعاؤں کا اہتمام کرنا بہتر ہے۔

۵۔سفر عمرہ ایک قسم کا جہاد ہے، اس میں خلاف مزاج بہت سی باتیں پیش آتی ہیں، لہذا ایسے موقع پر اپنے نفس کو کنٹرول کرنا اور غصہ پر قابو پانا ضروری ہے۔

۶۔مطاف میں دوران طواف زور زور سے دعا کے الفاظ دہرانا لوگوں کے لئے اذیت کا باعث ہے، اس سے احتراز ضروری ہے۔

حج بیت اللہ
فضیلت، اہمیت، آداب اور طریقہ

لَبَّيكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيك ، لَبَّيكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيك، إنّ الحَمدَ وَالنِعمَةَ لَكَ، وَالمَلكَ لا شَرِيكَ لَكَ

(صحيح بخارى)

(حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے لئے ہیں اور ساری بادشاہی بھی آپ ہی کے اختیار میں ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں)۔

حج کی فضیلت واہمیت

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ. (آل عمران : ۹۷۔)

(اورلوگوں پر اللہ کے لئے اس گھر کا طواف کرنا ہے، خاص طور سے اس شخص کے لئے جو بیت اللہ پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے، اور جو انکار کرے تو اللہ سارے جہاں والوں سے بے نیاز ہے)۔

حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے، یہ اس پر فرض ہے، جو مکہ مکرمہ تک پہنچنے اور وہاں سے واپس آنے کے دوران اپنے اور اپنے اہل وعیال کے خرچ پر قادر ہو، حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مکہ مکرمہ پہونچنے تک زادراہ اور سواری کا مالک ہو، جس سے بیت اللہ تک بآسانی پہنچ کر واپس آسکتا ہو تب بھی وہ حج نہیں کرتا تو اس کو اختیار ہے کہ وہ یہودیت کی موت مرے یا نصرانی ہوکر مرے (سنن ترمذی)۔

اسلام میں دوقسم کی عبادتیں ہیں، یا تو بدنی ہیں یا مالی، نماز بدنی عبادت ہے، روزہ بدنی عبادت ہے، زکاۃ مالی عبادت ہے، لیکن حج بدنی اور مالی دونوں عبادت ہے، اس میں بدن اور مال دونوں کا استعمال ہے، اس لئے اس عبادت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

حج کے مقاصد:

اسلام میں عبادتوں کے الگ الگ مقاصد بیان کئے گئے ہیں، نماز کے بارے میں آیا ہے کہ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (العنکبوت:۴۵)(بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

روزہ کا مقصد اس آیت میں بیان کیا گیا ہے: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُتِبَ

عَـلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ. (البقرة:۱۸۳)
اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے، تا کہ تم میں تقوی پیدا ہو۔

زکاۃ کے مقصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: خُذۡ مِنۡ أَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُـزَكِّيۡهِمۡ بِهَا (التوبة : ۱۰۳) اے پیغمبر! آپ ان کے مالوں میں صدقہ وصول کیجئے، جس کے ذریعہ آپ انہیں پاک کردیں گے، اوران کے لئے باعث برکت بنیں گے ۔

لیکن حج کا معاملہ ایسا ہے کہ اس کے فوائد اور برکات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا سمجھنا بغیر وہاں پہونچے ہوئے ممکن نہیں ہے، اسی وجہ سے کہا گیا ہے: وَأَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِـالۡحَجِّ يَأۡتُوۡكَ رِجَالًا وَعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَأۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ لِيَشۡهَدُوۡا مَـنَافِعَ لَهُمۡ (الحج:۲۷۔۲۸) لوگوں میں حج کا اعلان کردو کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والی ان اونٹنیوں پر سوار ہوکر آئیں، جو لمبے سفر سے دبلی ہوگئی ہوں، تا کہ وہ ان فوائد کو دیکھیں جو ان کے لئے رکھے گئے ہیں۔

قرآن مجید نے نماز، روزہ، زکاۃ کے فوائد صراحۃً بیان کردیئے گئے ہیں، لیکن حج کے فوائد کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ براہ راست آکر اپنی آنکھوں سے دیکھیں، صحیح بخاری میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: من حج فلم يرفث ولم يفسق ، رجع من ذنوبه كيوم ولدته أمه (صحیح بخاری: کتاب الحج) جو شخص اس طرح حج کرلے کہ اس نے کوئی بے حیائی کا کام نہ کیا ہو، اور نہ ہی کسی گناہ وفسق میں مبتلا ہوا ہو تو وہ اس طرح پاک صاف ہوکر لوٹتا ہے، جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے)۔

بہترین حج کیا ہے:

بہترین حج وہ ہے جس میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھا جائے، اور قربانی کی جائے، اور

مقبول حج کا بدلہ اللہ تعالی کے یہاں جنت ہے: **الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة۔**

حج: اطاعت وفرمانبرداری کا عظیم مظہر:

ایک مرتبہ شہر لکھنؤ میں منعقد ایک تربیتی کیمپ میں مرشد الأمت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے سفر حج پر جانے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''حج ایک عبادت ہے، جس طرح نماز عبادت ہے، روزہ عبادت ہے، زکاۃ عبادت ہے، اسی طرح حج بھی عبادت ہے، خوش نصیب ہیں وہ افراد، جو اس عبادت کو ادا کرنے جارہے ہیں۔

حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت اللہ تعالی کی توحید وعبادت کی صفت میں عظیم تر شخصیت تھی، ان کی اس صفت پر اللہ تعالی نے ان کو اپنا خلیل بنایا، یہ بڑا مقام اور اعلی مرتبہ ہے، جس سے اللہ تعالی نے ان کو سرفراز فرمایا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **واتَّخذَ اللّٰهُ اِبْراهيمَ خليْلًا** (نساء:۱۲۵) (اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منصب امامت کا راز:

اللہ تعالی نے یہ منصب ان کو ان کی عظیم تر قربانیوں پر عطا فرمایا، جو انہوں نے اپنے رب کی نہایت مخلصانہ بندگی پر دیں۔

ان کی اوّل قربانی اس وقت سامنے آئی، جب وہ آگ میں جلنے پر راضی ہوگئے، لیکن توحید چھوڑنے پر راضی نہیں ہوئے، اور پھر وہ وطن اور خاندان سب کو چھوڑ کر، جہاں وہ عبادت وتوحید کی اشاعت کرسکیں، چلے گئے، اور اپنی قوم کی اس حالت کو برداشت نہیں کیا، وہ اپنے وطن عراق میں تھے،، وہاں کے لوگ جو مشرکانہ عبادت میں مشغول تھے، ان کو قبول نہ کرسکے، انہوں نے ان معبودان باطلہ کے متعلق کہا کہ یہ بے جان ہیں، نہ نفع پہونچا سکتے ہیں، نہ نقصان، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس انداز خطاب پر قوم

ان سے ناراض ہوئی، ان کے تعلق سے خفیہ تدبیریں کی گئیں، بالآخر ان کو آگ میں ڈالا گیا، لیکن اللہ تعالی نے آگ کو ان کے لئے بے اثر کردیا، اور وہ آگ ان کو جلا نہیں سکی، حضرت ابراہیم علیہ السلام قوم سے مایوس نہیں ہوئے، کوئی ردعمل (ری ایکشن) ظاہر نہیں کیا۔ یہ ایک سخت مرحلہ تھا، جس کو ابراہیم علیہ السلام نے بحسن وخوبی طے کیا، اور اس میں کامیابی حاصل کی، قرآن کریم کے سورۂ انبیاء (۵۱۔۷۰) میں اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔

دوسری قربانی وہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوئی اولاد نہیں تھی، ان کی عمر زیادہ ہوگئی تھی، اولاد کی تمنا فطری چیز ہے، عمر کے اس مرحلہ میں ان کی خواہش پوری ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ان کو اولاد دی، وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں، وہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلب کے سکون کا ذریعہ بنے، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بندگی کا امتحان لیا گیا اور حکم ہوا کہ اپنے شیرخوار اور محبوب بچے کو اور ان کی والدہ کو بے آب وگیاہ میدان میں لے جا کر چھوڑ آئیں، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی، اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو بے آب وگیاہ میدان میں لے جا کر چھوڑ دیا، شیرخوار بچہ، اور اہلیہ کو بے سروسامانی کے عالم میں ایسی جگہ چھوڑنا جہاں کوئی نہ آدم ہو، نہ آدم زاد، اور نہ کھانے پینے کا ذریعہ، بس اللہ تعالی کے حکم کی یہ مشکل تعمیل تھی، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بلاتردد پوری کی، یہ اپنی ذات کی پسند اور غیر اللہ سے محبت کی غیر معمولی قربانی تھی۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا الْبَلَدَ اٰمِناً وَاجْنُبْنِىْ وَبَنِىَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ، رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْراً مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهٗ مِنِّىْ وَمَنْ عَصَانِىْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، رَبَّنَا اِنِّىْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ. (ابراہیم: ۳۵۔۳۷)۔ (اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے پروردگار! اس شہر مکہ کو امن والا بنا دیجئے اور میرے

پروردگار! ان مورتیوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کردیا ہے، سو جو کوئی میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہی ہے، اور جو کوئی میری نافرمانی کرے، تب تو بڑا مغفرت والا ہے، بڑی رحمت والا ہے، اے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک بے زراعت میدان میں آباد کردیا ہے، تیرے معظم شہر کے قریب، یہ اس لئے اے میرے پروردگار! کہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں، سو تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے، اور انہیں کھانے کو پھل دیجئے، جس سے وہ شکر گذار ہوں)۔

زمزم کے نکلنے کے بعد حضرت ہاجرہ اور اسماعیلؑ کی پانی کی ضرورت پوری ہوئی، وہ وہیں آباد رہے،، حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ مدت گذرنے پر دیکھنے کے لئے کہ دونوں کا کیا حال ہے، آنے جانے لگے، اور اس میں کچھ زادِ راہ کا بھی انتظام کردیتے تھے، ادھر اللہ تعالی کی طرف سے یہ انتظام ہوا کہ یمن کے قبیلہ جرہم کا اس علاقہ کے اطراف سے گذر ہوا، اس کو نظر آیا کہ یہاں کچھ چڑیاں منڈلا رہی ہیں، اس سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ قریب میں پانی کا انتظام ہوگا، چنانچہ وہ قبیلہ آیا، اور حضرت ہاجرہؓ سے وہاں ٹھہرنے کی اجازت چاہی، حضرت ہاجرہؓ نے اس کو وہاں آبادی کا ذریعہ سمجھتے ہوئے اور اجازت دے دی، اور وہ زمزم ہی کے قریب آباد ہوگیا، بعد میں حضرت اسماعیل کے بڑے ہونے پر ان کی شادی بھی اسی قبیلہ میں ہوگئی۔ اس طرح اس صحراء میں آبادی ہوگئی۔

تیسری قربانی وہ ہے کہ حضرت اسماعیل جب کچھ بڑے ہوئے اور والد کی محبت و خدمت کا سہارا بننے کے لائق ہوئے تو اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کررہے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کئی بار جب یہ خواب دیکھا، تو اس کا تذکرہ اپنے بیٹے اسماعیل سے کیا، فرمانبردار بیٹے نے اطاعت و فرمانبرداری کی مثال قائم کردی، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو لے کر قربان گاہ کی طرف گئے، اور ان کو زمین پر لٹادیا، اور چھری ان کے حلقوم پر رکھ دی، لیکن اللہ کو اصل مقصود امتحان تھا، قربانی نہیں۔ لہذا فرشتہ کے ذریعہ مینڈھا رکھ دیا گیا، حضرت

اسماعیل محفوظ رہے، حضرت ابراہیم کا یہ عمل قیامت تک کا مثالی عمل بنا دیا گیا۔سورہ صافات (۱۰۰۔۱۱۱) میں اس واقعہ کی تفصیل مذکور ہے۔

یہ ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اعلی درجہ کی قربانیاں، آگ میں ڈالے جانے کو قبول کرلینا، اپنی بیوی بچہ کو صحراء میں محض اللہ کی مرضی پر چھوڑ آنا، اور اپنے جوان بیٹے کو اللہ کے حکم پر قربان کرنے کے لئے پیش کر دینا۔انسانی تاریخ میں اپنے رب کے حکم پر انتہائی قربانی پیش کر دینے کی مثال قرار دی گئی، حج دراصل انہیں قربانیوں کی یادگار ہے، حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت وفرمانبرداری کا ایک رمز ہے، صفاومروہ کی سعی ایک مقبول خاتون حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے عمل کی نقل ہے، جانور کی قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی نقل ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ، لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ. (الحج: ۲۷) (اورلوگوں میں حج کا اعلان کردو، وہ آئیں گے پیدل اور دبلی پتلی اونٹنیوں پر دور دراز علاقہ سے، تاکہ وہ بے شمار منافع کا مشاہدہ کریں اور تاکہ ایام معلومات میں اللہ کا نام لیں، ان مویشیوں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے ہیں)۔

مکہ کی غیر آباد وبے آب وگیاہ زمین جہاں حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اتارے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے پہلے گھر کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی تھی، جو بعد میں مٹی سے ڈھک گئی، اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کو اٹھائیں اور تاقیامت اس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے اوّلین گھر بنائیں، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے خانہ کعبہ کی دیواریں اٹھائیں اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو بھی اس میں شریک کیا۔اور دعاء کی کہ اے اللہ! تو اس کو قبول فرما، کیونکہ تو سننے والا اور جاننے والا ہے، اور اللہ تعالی نے ان کی دعاء قبول کی، اور اس گھر کو قیامت تک کے لئے حج کا مرکز بنا دیا، دور دراز علاقوں سے

عازمین اس گھر کی زیارت اور طواف کے لئے آتے ہیں، پہلے زمانہ کے حالات میں سفر حج بہت مشکل ہوتا تھا، دور دراز علاقوں سے لوگ حج کرنے جاتے تھے، اس وقت جذبہ بھی قابل دید ہوتا تھا، لوگ اپنے اعزہ ورفقاء سے مل کر درخواست کرتے تھے کہ آپ ہمارے لئے دعائیں کریں، اور ہم سے آپ کے حق میں کوئی زیادتی ہوئی ہو تو معاف کر دیں، اب سفر کی سہولتوں کی وجہ سے ایسی باتیں کم ہوتی جارہی ہیں، ضرورت ہے کہ سابقہ روح اور جذبہ ہی سے حج ادا کیا جائے۔

حج کی عبادت اس انداز کی رکھی گئی ہے کہ حاجی اللہ کی بندگی کا ہمہ وقت اظہار کرتا ہے، تلبیہ کے الفاظ میں اس کو ادا کرتا ہے:: لبیك اللهم لبیك ، لبیك لا شریك لك لبیك ، ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك ۔ (میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور نعمتیں آپ کی ہیں، اور بادشاہت بھی آپ کی ہے۔آپ کا کوئی شریک نہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے تا قیامت اس مقام کو ایسی قبولیت عطا کی کہ وہاں ایک عمل کا ثواب ایک لاکھ کر دیا، اور اس کے لئے حج کرنا طے کر دیا، اور حج کے ایام نہ ہوں تو عمرہ کو ذریعہ ثواب بنا دیا، اللہ تعالیٰ کا یہ گھر مکہ میں ہے، جو دنیا کے آباد علاقوں کے بالکل وسط میں ہے، اس طرح بھی یہ دنیا کا مرکز ہے“۔

سفر حج پر جانے والوں کو نصیحت :

حضرت مولانا نے سفر حج پر جانے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے مزید فرمایا: ”آپ حج کے سفر پر جارہے ہیں، آپ قابل مبارک باد ہیں، اللہ تعالی نے آپ کا انتخاب فرمایا، اس انتخاب کی قدر کریں، اور وہاں کے قیام سے پورا فائدہ اٹھائیں، وہاں اللہ تعالیٰ نے عبادتوں کا ثواب بہت ہی زیادہ رکھا ہے اور ایک نیک عمل کا ثواب ایک لاکھ ثواب کے برابر ہے، اسی طرح اگر وہاں کوئی گناہ کیا تو سزا بھی اسی سے ملتی جلتی ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:ومن یرد فیه بالحاد بظلم نذقه من عذاب السعیر۔ (الحج: ۲۵)۔ (اور جو شخص بھی وہاں بے دینی کا عمل راہ حق سے ہٹ کر کرے گا تو اس کو

ہم دردناک عذاب سے دوچار کریں گے)، یہی وجہ ہے کہ وہاں کے قیام میں احتیاط بہت ضروری ہے، ذراسی بے احتیاطی سے اعمال متأثر ہوجاتے ہیں اور گناہ لازم آجاتا ہے۔

حج میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں، وہاں متعدد مواقع ہیں، جہاں دعاء کی قبولیت رکھی گئی ہے، ان میں دعاؤں کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، خاص طور پر ملتزم پر دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں، ملتزم اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جہاں چمٹ کر دعاء کی جاتی ہے، یہ جگہ باب کعبہ کے نیچے کی دیوار ہے، وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، صفاومروہ پر بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں، دوران طواف دعائیں قبول ہوتی ہیں، مقام ابراہیم پر دعائیں قبول ہوتی ہیں، دعا کی قبولیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو وہ چیز حاصل ہو جائے جس کی طلب ہے، اور وہ چیز اس کے لئے مناسب نہیں ہوتی تو اللہ تعالی دوسری چیز دے دیتے ہیں ، البتہ وہاں اصل دعا آخرت کی کامیابی ہی کی ہونی چاہئے، اور گناہوں کے معافی کی، اور دعاء کا ہمیشہ قبول نہ ہونا ایسا ہی ہے کہ بچہ اپنی ماں سے چھری مانگے تو ماں اسے چھری نہیں دے گی، کیونکہ وہ جانتی ہے کہ یہ چھری اس بچے کے لئے نقصان دہ ہے، وہ اس کو مٹھائی دے کر مطمئن کردے گی، اسی طرح اللہ تعالی نے اگر کسی انسان کی مطلوبہ چیز پوری نہیں کی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز اس کے حق میں مفید نہیں ہے، اگر اس نے دل سے دعاء کی اور مطلوبہ چیز نہ ملی تو دوسری چیز ملے گی۔

اور دیکھئے دعا خود عبادت کا عمل ہے، نماز عبادت ہے، روزہ عبادت ہے، زکاۃ عبادت ہے، دعاء بھی عبادت کی نیت رکھنے پر عبادت ہے، اللہ تعالی دعا پسند فرماتا ہے، اور جو حضرات دعا نہیں کرتے، ان کو ناپسند کرتا ہے، دعاء بندگی کی علامت ہے، جب انسان دعاء کرتا ہے تو وہ بندگی کے حقوق بجالاتا ہے، لہٰذا جو حضرات حج پر جارہے ہیں، وہ خاص طور پر دعاء کا اہتمام کریں، اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، اپنے اعزہ واقارب کے لئے، اور عالم اسلام کے لئے، عالم اسلام اس وقت جس دشوار مرحلہ سے گذر رہا ہے، اس کے لئے خاص طور پر دعاء کی ضرورت ہے، بلکہ پوری انسانیت کے لئے دعاء کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ سے امید رکھیں کہ وہ اس کو قبول فرمائیں گے اور توفیقات سے نوازیں گے"۔ (ماخوذ: افادات علم وحکمت: ۴۳)

حج بیت اللہ: آداب اور طریقے

ضروری شرطیں :

(۱) نیت کی درستی (۲) گناہوں سے توبہ (۳) گھر سے روانگی کے وقت دو رکعت نفل نماز

(۴) سفر کی دعاء: سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا له مقرنین، وإنا إلی ربنا لمنقلبون۔

(۵) ائیر پورٹ ہی پر احرام باندھنا (۶) احرام پہن کر دو رکعت نماز پڑھنا (پہلی رکعت میں قل یأیھا الکافرون، دوسری میں قل ھو اللہ أحد)، اور اس نماز کو سر ڈھانک کر پڑھیں۔

(۷) حج کی تین قسمیں ہیں: (۱) افراد یعنی صرف حج کرنا۔ (۲) تمتع یعنی پہلے عمرہ کرنا پھر احرام کھول دینا اور دوبارہ مکہ میں اپنی قیام گاہ سے احرام باندھ کر حج کرنا (۳) قران یعنی ایک ہی احرام سے عمرہ اور حج دونوں کرنا۔ ان تینوں قسموں میں سے جس کی نیت احرام باندھنے کے وقت کرنی ہے۔ اس کو ذہن میں تازہ کرلیں۔

(۸) حج کی نیت یہ ہے: اے اللہ! میں حج کا ارادہ کررہا ہوں اس کو قبول فرمالیجئے اور آسان کردیجئے۔

(۹) نیت کرنے کے بعد زور زور سے تلبیہ (لبیك اللھم لبیك) پڑھنا۔

(۱۰) حج آٹھ تاریخ سے شروع ہوتا ہے، اور اس کے لئے منیٰ جانا ہوتا ہے

(۱۱) خواتین کے لئے احرام کا کوئی کپڑا نہیں، صرف سر چھپا کر رکھیں گے اور چہرہ کھلا رکھیں، اگر ناپاکی کی حالت میں ہیں تو احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھیں اور نماز نہ پڑھیں، اور جب تک پاک نہ ہوجائیں حرم میں داخل نہ ہوں۔

حج کے فرائض: (۱) احرام (۲) وقوف عرفہ (۳) طواف زیارت

حج کے واجبات: (۱) وقوف مزدلفہ (۲) رمی جمرات (۳) حج کی قربانی (۴) حلق یا قصر (۵) صفا و مروہ کی سعی (۶) طواف وداع۔

حج کے پانچ دن

حج کا پہلا دن (۸/ذی الحجہ)

اس دن مکہ مکرمہ سے منی کے لئے فجر کی نماز کے بعد روانہ ہو جائیں اور منی میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کریں۔

حج کا دوسرا دن (۹/ذی الحجہ)

نویں تاریخ کو سورج نکلنے کے بعد عرفات کے لئے روانہ ہو جائیں، اور پورا دن وہیں عبادت، ذکر و دعا، تلاوت میں گذاریں۔ اور ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کریں، اور خطبہ عرفات کو غور سے سنیں۔ اور غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لئے نکلیں، اور مزدلفہ پہونچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کریں، اور پوری رات یہیں گذاریں، اور یہیں کنکریاں چن لیں۔ تقریباً ستر (۷۰) کنکریاں لے لیں۔

حج کا تیسرا دن (۱۰/ذی الحجہ)

مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے کے بعد نکلیں، اور سب سے پہلے منی پہونچ کر بڑے شیطان (جمرہ عقبہ) کو سات کنکریوں سے رمی کریں، (کنکری مارتے وقت یہ پڑھیں: بسم الله، الله أكبر، رغما للشيطان، ورضا للرحمن میں اللہ کے نام سے کنکری مارتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے، میں کنکری مارتا ہوں شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے اور رحمٰن کو راضی کرنے کے لئے) رمی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع آفتاب سے زوال تک افضل ہے، زوال سے غروب آفتاب تک جائز ہے، اور غروب آفتاب کے بعد مکروہ ہے۔ متمتع اور قارن قربانی کے بعد آج سر منڈا سکتے ہیں، لیکن اگر مفرد ہے تو رمی کے بعد ہی

سر منڈا سکتے ہیں۔

حج کا اہم رکن طواف زیارت ہے، دسویں تاریخ ہی کو مکہ مکرمہ آکر خانہ کعبہ کا طواف کرنا اور سعی کرنا افضل ہے، اور اگر دسویں تاریخ کو گنجائش نہ ہو تو گیارہویں اور بارہویں تک طواف زیارت کر سکتے ہیں۔

حج کا چوتھا دن (۱۱/ذی الحجہ)

اس دن زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے، اور سورج غروب ہونے سے پہلے رمی کرنا بہتر ہے۔

حج کا پانچواں دن (۱۲/ذی الحجہ)

حج کا پانچواں دن ۱۲/ذی الحجہ ہے، اس دن بھی تینوں جمرات کی رمی کرنی ہے، اگر ۱۲/کو مکہ مکرمہ واپس ہونا ہے تو غروب سے پہلے رمی کر کے مکہ مکرمہ روانہ ہو جائیں، اگر غروب آفتاب ہو گیا تو تیرہویں کی رمی بھی واجب ہو جائے گی۔

اعمالِ حج: حکمتیں اور اسرار

اعمال حج: حکمتیں اور اسرار

انسان مادیت اور روحانیت کا مجموعہ ہے، اس کی فطرت میں ایک ایسی صفت رکھی گئی ہے کہ جس میں تلاش وجستجو کا عنصر شامل ہے، وہ جب تک اپنی آنکھوں کے سامنے کسی مادی وجود کونہیں دیکھتا اس کوتسکین نہیں ہوتی ہے، اس جذبہ کی تسکین کے لئے اللہ تعالی نے دنیا میں ایسی محسوس چیزیں رکھی ہیں جن کو اللہ کی نشانیاں کہتے ہیں، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اپنی کتاب ''ارکان اربعہ'' میں لکھتے ہیں:

''ان چیزوں کا نام اس نے شعائر اللہ رکھا، ان کی تعظیم، اپنی تعظیم قرار دی اور ان میں کوتاہی اپنے حق میں کوتاہی کے مرادف بتایا، اور انسانوں کو اس کی اجازت، بلکہ دعوت دی کہ اس کے ذریعہ وہ اپنی پوشیدہ ومستور محبت اور مشاہدہ وقرب کے فطری جذبہ کو تسکین دیں اور اپنی آسودگی کا سامان کریں، ارشاد ہے: ذلك ، ومَن يُعَظِّم شَعَائِرَ اللهِ، فَاِنَّهَا مِن تَقوَى القُلُوبِ (یہ بات ہو چکی، اور جو کوئی (دین) خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا، سو یہ (ادب) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے) (ص:۲۸۸۔۲۸۹)

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''کبھی کبھی انسان کو اپنے رب کی طرف غایت درجہ اشتیاق ہوتا ہے، اور محبت جوش مارتی ہے، اور وہ تسکین کے لئے اپنے چاروں طرف نظر ڈوراتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سامان صرف حج ہے'' (حجۃ اللہ البالغۃ ج ۱/۲۶۲)

☆ بیت اللہ کے غیر آبادی میں واقع ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس گھر تک پہونچنے کا راستہ جب پُر مشقت ہے تو اللہ رب العزت تک پہونچنے کے لئے کتنی ریاضت کرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے: وَالذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهدِيَنَّهُم سُبُلَنَا (العنكبوت:۶۹)

☆ عام معمول کے لباس اتار کر احرام پہننا تواضع کی علامت ہے، اور عاجزی وانکساری کی دلیل ہے، احرام کا لباس کفن کی یاد دلاتا ہے، آج انسان کے مال، لباس اور زیب وزینت کے سامان کہاں ہیں؟

☆ زمزم کا پانی بے شمار فوائد کا حامل ہے، روئے زمین کا بہترین پانی ہے، وہ غذا بھی ہے، اور بیماری سے شفاء بھی ہے، اور جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمزم کا پانی اس مقصد کے لئے ہے، جس کی خاطر پیا جاتا ہے (مسند احمد: ۱۴۸۴۹)

☆ حج اور عمرہ کا ہر عمل تعلق مع اللہ کا ذریعہ ہے اور تقرب الی اللہ کی دلیل ہے۔

☆ سعی کے عمل سے اخلاص نیت کے ساتھ اپنی کوششوں میں مشغول رہنے کا درس ملتا ہے۔

☆ میلین اخضرین (دو گرین لائٹیں) کے درمیان دوڑنے میں حاجت کے وقت اللہ کی طرف رجوع کرنے کی مشق ہے۔ گویا زبان حال یہ کہتی ہے کہ حضرت ہاجرہ علیھا السلام نے اضطراری کیفیت میں اللہ کی طرف رجوع کیا تو اللہ نے غیب سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے زمزم کا انتظام کر دیا۔

☆ عرفہ کا قیام زندگی کا بہت خوشگوار دن ہے، کیونکہ اس میں گناہوں کو معاف کیا جاتا ہے۔

عرفہ حرم سے باہر ہے، اور وہاں وقوف کی حکمت کیا ہے؟ منذری نے ترغیب وترھیب میں حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے: کعبہ اللہ کا گھر ہے، اور حدود حرم اس گھر کے دروازے ہیں، اس لئے اللہ نے دروازے پر روک کر خشوع وخضوع اختیار کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ مزدلفہ میں گویا حرم کا دوسرا گیٹ کھلتا ہے، وہاں بھی الحاح وزاری کی تلقین ہے، جب اظہار عبدیت پورا ہو گیا تو اب منی میں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور یہ قبولیت کی علامت ہے۔

☆ عرفہ کا منظر محشر کی یاد دلاتا ہے، خاص طور سے مزدلفہ روانگی کے وقت، اس وقت انسان کو صرف اپنی فکر ہوتی ہے۔

☆ رمی جمرات دراصل شیطان کے ساتھ ایک معرکہ آرائی ہے، جس کی تیاری مزدلفہ ہی سے شروع ہو جاتی ہے، جہاں کنکریاں چنی جاتی ہیں، وہ ہتھیار ہیں، جس سے شیطان کو رجم کیا جاتا ہے، رمی کا معاملہ بڑا احساس ہے، اس لئے تفریحی مزاج کے ساتھ نہیں، بلکہ پورے جذبہ ایمانی کے ساتھ رمی ہونی چاہئے: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ (فاطر:٦) شیطان تمہارا دشمن ہے، تو تم اس کو دشمن سمجھو، وہ اپنی جماعت کو بلاتا ہے، تاکہ ان کو جہنم میں داخل کرے۔

رمی کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی حدیث ہے، جس کو صحیح ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابراھیم علیہ السلام جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منی لے کر آئے تو شیطان جمرۂ عقبہ اولی کے پاس نظر آیا، تو اس کو سات کنکریاں ماری، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، پھر جمرہ ثانیہ کے پاس نظر آیا تو اس کو سات کنکریاں ماری، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، پھر جمرہ ثالثہ کے پاس نظر آیا تو اس کو بھی سات کنکریاں ماری، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: حاجیو! تمہارے جمرات کی رمی میں ملت ابراہیمی کی اتباع ہے (حدیث نمبر ۱۱۴۰)۔

☆ حلق یا قصر کی حکمت یہ ہے کہ اے اللہ! یہ میرا سر آپ کے حضور حاضر ہے، تو آپ جو چاہیں فیصلہ فرمائیں، آج سر کے بالوں کا نذرانہ آپ کے حضور پیش کر رہا ہوں، کل اگر پورے وجود کو پیش کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس کے لئے بھی حاضر ہوں۔

☆ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کے ذریعہ ایک صاحب ایمان بیت اللہ سے دور رہ کر اپنے ذوق عبادت اور شوق حج کی کسی قدر تسکین کر سکتا ہے، حدیث پاک میں آیا ہے: مسند احمد

میں ہے، ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من مشی الی صلاۃ مکتو بۃ وھو متطھر کان لہ کأجر الحاج المحرم ، ومن مشی الی سبحۃ الضحی کان لہ کأجر المعتمر ، وصلاۃ علی اثر صلاۃ لا لغو بینھما کتاب فی علیین.(۲۲۳۰۴) (جو فرض نماز ادا کرنے کے لئے وضو کر کے مسجد جاتا ہے تو اس کو احرام باندھ کر حج کرنے والے کا ثواب ملتا ہے، اور جو چاشت کی نماز کے لئے جاتا ہے تو اس کو عمرہ کرنے والے کا ثواب ملتا ہے، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا ایسا مبارک عمل ہے کہ اعلی علیین میں اس کو درج کیا جاتا ہے)

حج وعمرہ کے فوائد:

حج وعمرہ کی عبادتیں ظاہری اور اندرونی فوائد کی حامل ہیں، اللہ تعالی نے اس کے منافع کے تذکرہ میں ارشاد فرمایا: لیشھدوا منافع لھم ، وہاں انسان کو بے حدوحساب برکتیں حاصل ہوتی ہیں، اس کی آرزوئیں پوری ہوتی ہیں، متعدد ایسے حضرات ہیں جنہوں نے تذکرہ کیا کہ میں نے حرم میں جو دعائیں کی وہ وطن لوٹتے ہی قبول ہوئیں، بزرگوں سے منقول ہے کہ کسی کام کی قبولیت میں اس عمل کے بعد دوسری بار اسی عمل کے کرنے کی توفیق ہے، اور حدیث پاک میں آیا ہے، جامع ترمذی میں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تابعوا بین الحج والعمرۃ ، فانھما ینفیان الفقر کما ینفی الکیر خبث الحدید والذھب والفضۃ ، ولیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ (۸۱۰) (بار بار حج اور عمرہ کیا کرو، کیونکہ یہ دونوں فقر وفاقہ کو ایسے ہی دور کرتے ہیں، جیسے آگ میں تپانے سے لوہے، سونے اور چاندی کا میل دور ہو جاتا ہے، اور حج مقبول کا بدلہ جنت ہے)۔

زیارت مدینہ منورہ

مدینہ کا سفر ہے تو راستہ بھر درود شریف کی پڑھیں، مسجد میں داخل ہوتے ہی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں، اگر ریاض الجنۃ میں موقع ملا جائے تو بہت اچھا، ورنہ کہیں بھی پڑھ لیں، اس کے بعد مواجہہ شریفہ کی طرف آئیں اور ہلکی آواز میں:

الصلاةُ والسلامُ عليك يا رسولَ الله اے اللہ کے رسول آپ پر درود وسلام۔

الصلاة و السلام عليك يا حبيبَ الله۔ اے اللہ کے محبوب آپ پر درود وسلام۔

الصلاة و السلام عليك يا خيرَ خلق الله اے بہترین مخلوق اپ پر درود وسلام۔

السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته اے اللہ کے نبی آپ پر درود وسلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قبر ہے، ان کو سلام عرض کرنے کے لئے یہ الفاظ دہرائیں:

السلام عليك يا خليفةَ رسول الله ۔

السلام عليك يا وزيرَ رسول الله۔

السلام عليك يا صاحبَ رسول الله فی الغار و رحمة الله وبركاته۔

اور آگے بڑھ کر حضرت عمر فاروقؓ کی قبر ہے ان کو سلام اس طرح عرض کریں:

السلام عليك يا أميرَ المؤمنين ۔

السلام عليك يا عزَّ الاسلام والمسلمين و رحمة الله وبركاته۔

مدینہ کے زمانہ قیام میں جنۃ البقیع مدینہ کے مشہور قبرستان جائیں، اور دعا کریں، قباء جائیں، اور دو رکعت نماز پڑھیں، شہداء احد کے قبرستان جائیں اور دعا پڑھیں اور

دوسرے تاریخی مقامات جائیں اوران کی زیارت کر کے دل کوسکون پہنچائیں۔

زیارت مدینہ کی حکمتیں:

☆السلام عليك أيها النبى ورحمة الله وبركاته ۔جس وقت ایک صاحب ایمان روضہ پر یہ سلام پیش کرتا ہے تواس وقت رسول اللہﷺ سے اپنے قرب کا اظہار کرتا ہے۔ نبی پاکﷺ سے تعلق ایسا مضبوط تعلق ہے، جس میں امت محمد یہ دوسری قوموں سے ممتاز ہے، دوسرے انبیاء کی قبروں کا صحیح علم نہیں، یہوداس سے محروم ہیں،ان کو حضرت موسی علیہ السلام کی قبر کا صحیح علم نہیں،نصاری بھی اس سے محروم ہیں، کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کا معاملہ ان پر مشتبہ ہوگیا،اللہ تعالی نے اہل ایمان پر یہ فضل فرمایا کہ ان کے نبیﷺ کی قبر مدینہ پاک میں ہے،اوروہ وہاں سلام پیش کرتے ہیں،اور آپﷺ اس کا جواب بھی دیتے ہیں، حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی مجھے سلام کرتا ہے،تو اللہ تعالی میرے اندر روح منتقل فرماتے ہیں تا کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں(ما من أحد يُسلم على ، الا رد الله عز وجل إلى روحى، حتى أرد عليه ـ السلام۔ (مسند أحمد ۱۰۸۱۵)،سنن ابی داود:۲۰۴۱)۔

پہونچا جو حرم کی چوکھٹ پر

تصور کعبہ:

حج اور عمرہ کا نام آتے ہی کعبہ کی تصویر ذہن میں آجاتی ہے، اور اس کو انسان اپنے اندر بسالیتا ہے، اور اسی فکر میں کھویا رہتا ہے، کعبہ کا غلاف، اس کا مطاف، اس کا اندرونی حصہ حطیم اور ملتزم، رکن حجر اسود، رکن یمانی اور مقام ابراھیم وغیرہ اس کی نگاہوں کے سامنے جلوہ گر ہوتے ہیں، اللہ تربت ٹھنڈی رکھے مولانا عروج احمد قادری کی کہ انہوں نے تصور کعبہ پر ایک نظم کہی ہے، جو بہت ہی معنی خیز ہے، اس کے چند بند ذوق آفرینی کے لئے دہرایئے:

تصور میں تیرے ہے لطف، اتنا تجھ میں کیا ہوگا — ترے دیدار سے قلب حزیں کا غنچہ وا ہوگا
ترے دیوار و در ہیں آئینہ اس کی تجلی کا — مری چشم بصیرت کے لئے تو آئینہ ہوگا
جمالِ لم یزل کا مظہر مخصوص تو ہے جب — ترے آئینہ رحمت میں خود وہ رونما ہوگا
ترا جب سامنا ہوگا تڑپ اٹھے گا میرا دل — مری آنکھوں سے اشک غم مسلسل بہہ رہا ہوگا
لپٹ کر تیرے دامن سے کہوں گا اپنی سب حالت — نہ جانے کس طرح مجھ سے بیان مدعا ہوگا

سفر کا آغاز:

چنانچہ مؤرخہ ۱۵/ جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲/ جنوری ۲۰۱۹ء کو حضرۃ الاستاذ مدظلہ العالی، اور برادرم مولانا عبداللہ مخدومی ندوی کے ہمراہ مبارک سفر پر روانہ ہوئے، عمرہ کی خبر ملتے ہی متعلقین نے دعاؤں کی درخواست کے ساتھ رخصت کیا، اموسی ائیر پورٹ لکھنؤ تک رخصت کرنے والوں میں نگرامی ٹور اینڈ ٹریولس کے ذمہ دار ڈاکٹر عمار انیس نگرامی، ان کے صاحبزادے احمد نگرامی، برادر محترم حافظ لطف الرحمٰن اعظمی اور عبید الرحمٰن اعظمی قابل ذکر ہیں۔

ضروری کارروائی اور عمرہ کی تیاری:

ایئر پورٹ میں داخل ہوتے ہی ضروری کارروائی میں مشغول ہوئے، ماشاء اللہ بآسانی سارے امور طے پائے، ویٹنگ روم میں پہونچ کر وضو کیا، چونکہ غسل قیام گاہ ہی پر کر چکے تھے، اس لئے وضو کر کے احرام کے کپڑے پہنے، احرام کیا ہے؟ بس دو چادریں ہیں، جو جسم پر لپیٹی جاتی ہیں، باشعور انسان کے لئے وہ آخرت کی یاد تازہ کر دیتی ہیں، دو رکعت نماز ادا کی، اور دعا کی، اور اسی وقت عصر کی نماز بھی ادا کی گئی۔

جہاز میں:

جہاز کا وقت پانچ بج کر پینتالیس منٹ تھا، وقت پر روانہ ہوا، اس میں عمرہ کرنے والے افراد کی اکثریت تھی، جو متعدد ٹورس کے ذریعہ عمرہ کے لئے جارہے تھے، ان کے علاوہ کچھ ملازمت پیشہ افراد بھی تھے، جہاز سعودی ایئر لائنس تھا، پرواز سے پہلے پائلٹ نے عربی لہجے میں سفر کی دعاء پڑھائی اور پرواز سے متعلق تفصیلات بتائیں، سفر شروع ہوا، زمین سے ہزاروں فٹ بلند فضا میں جہاز تیر رہا ہے، اور سوئے منزل رواں دواں ہے، سبحان تیری قدرت، قرآن کی یہ آیتیں ذہن میں تھیں: أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَ يَقْبِضْنَ، مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمٰنُ، إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ (الملک: ۱۹) (کیا نہیں دیکھا ان لوگوں نے اڑتے پرندوں کو اپنے اوپر پھیلائے اور سمیٹے ہوئے، نہیں تھامے ہوئے ہے کوئی سوائے رحمان کے، بے شک وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے) سفر حجاز مقدس کا ہے، اس لئے خیالات کی دنیا ہے، جذبات کا دریا ہے، تصورات کا وسیع افق ہے، گناہوں کی ندامت، تقصیرات کا احساس، اور اپنے جائز مقاصد کو مرضی مولی کے حوالہ کرنے کی تمنا ہے، اور دعا کی درخواست کرنے والوں کے لئے نیک تمنائیں ہیں، حجاز کا ہر حقیقی مسافر اپنے انہی احساسات میں گم ہوتا ہے:

اے جذبۂ دل لے چل ، اللہ وہیں لے چل
اے سازِ یقین لے چل، اے سوزِ یقین لے چل
اے ذوقِ نظر لے چل، اے شوقِ جبیں لے چل
اے جذبۂ دل لے چل ، اللہ وہیں لے چل

قرآنی شخصیت:

اسی درمیان حضرۃ الأستاذ کا محبوب مشغلہ تلاوت قرآن شروع ہوا، اور وہ اس میں منہمک ہوگئے، کئی پارے پڑھ ڈالے، ویسے چار دن میں ایک قرآن ماشاء اللہ مکمل کرنے کا معمول ہے، بلاشبہ وہ قرآنی شخصیت ہیں، سفر ہو یا حضر، کہیں بھی یہ معمول نہیں چھوٹتا، بلکہ پورے انہماک کے ساتھ جاری وساری رہتا ہے، خود فرماتے ہیں کہ میں نے تسبیحات کا کوئی معمول نہیں رکھا، اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ من شغله القرآن عن ذكرى ومسألتى أعطيتُه أفضل ما أعطى عبادى الصالحين (جس کو قرآن کی تلاوت میں مشغولیت کی وجہ سے ذکر اور دعاء کرنے کا موقع نہیں ملتا ہے اس کو میں اپنے نیک بندوں سے بہتر بدلہ عطا کروں گا) اور أهل القرآن أهل الله وخاصته (قرآن والے اللہ والے اور اس کے خاص افراد ہیں)، اسی کے ساتھ تدبر کا عمل بھی جاری رہتا ہے، جیسا کہ بعض موقعوں پر اس کا ظہار بھی ہوا۔

حضرۃ الاستاذ کی جس دوسری خصوصیت کا میں نے مشاہدہ کیا وہ یہ ہے کہ بوقت ضرورت ہی بات کرتے ہیں، ورنہ خاموشی آپ کا شیوہ ہے، امام ابوداودؒ نے سنن ابی داود کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے پانچ لاکھ حدیثیں روایت کیں، ان میں سے چار ہزار اپنی سنن میں ذکر کی ہیں، ان میں بھی چار حدیثیں ایسی ہیں جو انسانی زندگی کے لئے کافی ہیں:

(۱) إنما الأعمال بالنيات (اعمال کا دارمدار نیتوں پر ہے)

(۲) الحلال بين والحرام بين (حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے)

(۳) لا یکون المؤمن مؤمنا حتی یحب لأخیه ما یحب لنفسه (ایمان والا مکمل مؤمن نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے)۔

(٤) من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه ۔(انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی باتیں چھوڑ دے)۔

جدہ ائیر پورٹ پر:

بحمد اللہ جہاز چھ گھنٹے میں جدہ ائر پورٹ پر پہونچا، ایمیگریشن کی کارروائی مکمل ہوئی، جدہ ائیر پورٹ بڑا وسیع اور عالمی ائیر پورٹ ہے، وہاں دنیا کے تقریباً ہر ملک کے جہاز آتے ہیں، اصل جدہ شہر دس کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، جدہ سے مکہ مکرمہ اسی (۸۰) کیلومیٹر ہے، اس طرح نوے کیلو میٹر ہو جاتے ہیں، اس ائیر پورٹ کا نام" مطار الملک عبد العزیز الدولی" (شاہ عبد العزیز بین الأقوامی ائیر پورٹ) ہے، ملک عبد العزیز آل سعود کے ایک ایسے بادشاہ ہیں، جنہوں نے دوبارہ سعودی حکومت جزیرۃ العرب میں سعودی حکومت قائم کی، شاہ سعود نے ۱۱۵۷ھ میں درعیہ کے علاقہ میں سعودی حکومت قائم کی تھی، اور شیخ محمد بن عبد الوھابؒ نے ان کی دینی رہنمائی کی، اس طرح شاہ سعود کے خاندان کو آل سعود اور شیخ محمد بن عبد الوھاب کے خاندان کو آل الشیخ کے لقب سے جانا جاتا ہے۔

جدہ ائیر پورٹ پر حضرۃ الأستاذ کے محبّ و معتقد محترم الحاج نہال احمد صدیقی صاحب اور برادرم مولانا طلحہ ندوی صاحب اور نگرامی ٹور کے نمائندہ شیخ عبد الرحمٰن ملے، ماشاء اللہ ان حضرات نے گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو شایان شان بدلہ عطا فرمائے، اور ان کو صحت وعافیت نصیب فرمائے۔

مکہ مکرمہ میں:

رات کے ساڑھے بارہ بج چکے تھے، اس لئے فوراً مکہ مکرمہ کی طرف نکلے، فندق تاج انجم میں قیام رہا، یہ ہوٹل ملک عبداللہ بن عبدالعزیز کے توسیعی حصہ کے بالکل قریب ہے، ماشاء اللہ کئی منزلہ ہے، اس سے نکلتے ہی حرم کا صحن شروع ہوتا ہے، اکیسویں منزل پر قیام رہا، تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد نماز فجر کے لئے اٹھے، فجر کی نماز ادا کی، حرم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات و تاریخ سے متعلق آیتوں کی تلاوت سے عجیب لذت محسوس ہوتی ہے، اس موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی الٰہی آزمائشوں سے متعلق آیتیں پڑھیں گئیں: (وَإِذَا ابْتَلٰی اِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ......) پورا رکوع، تو حضرۃ الاستاذ پر خاص کیفیت طاری ہوگئی، جس کا اثر نماز میں ظاہر ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قرآن کریم کی آیات پر غور کیا جائے تو نماز میں طبیعت لگے گی اور ذہن ادھر ادھر نہیں بھٹکے گا اور انسان پوری یکسوئی کے ساتھ نماز پڑھے گا، اور حدیث شریف میں نماز میں یکسوئی کی دوسری صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ انسان جب نماز پڑھے تو یہ سمجھے کہ زندگی کی آخری نماز پڑھ رہا ہے، تو اس نماز کا مزہ ہی کچھ اور ہوگا۔

عمرہ کے لئے حرم حاضری:

ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوکر عمرہ کے لئے گئے، صبح کا وقت تھا، وہیل چیئر والوں کے لئے الگ مطاف ہے، اس لئے طواف کرنے میں کوئی زحمت نہیں ہوئی، سعی بھی بآسانی ہوئی، اور برج الساعۃ (کلارک ٹاور) میں حلاق (نائی) کے پاس آکر بال کٹوائے، چونکہ ایک اور عمرہ کا ارادہ تھا، اس لئے حلق نہیں کرایا، اور نماز ظہر تک رکے رہے، ماشاء اللہ اس درمیان ایک اور طواف کرلیا، ابھی طواف ختم ہوا ہی تھا کہ ظہر کی اذان ہوئی، اور باجماعت نماز ادا کی۔

بہ طواف کعبہ رفتم:

مؤرخہ ۲۳ / جنوری کو مغرب کی نماز کے لئے چلے، دس منٹ پہلے حرم پہونچے، تو تمام دروازے بند تھے، اور لکھا تھا: الحرم ممتلئ (اندر کا حصہ بھر چکا ہے) اور وہیل چیئر والوں کو بھی داخل ہونے اجازت نہیں تھی، چارو ناچار صحن ہی میں نماز پڑھنی پڑی۔ حضرۃ الاستاذ نے بروقت یہ شعر پڑھا:

بہ طواف کعبہ رفتم بہ حرم رہم ندادند
تو برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

اور فرمایا: مفسر قرآن مولانا عبد الماجد دریابادیؒ کا سفرنامہ سفر حجاز ہے، اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:
"سنتے چلے آئے تھے، اور کتابوں میں بھی بار ہا پڑھا تھا کہ کعبہ تجلی گاہ جلال ہے، یہاں تجلیات قہری کا زور ہے، روایتوں کا اثر دل میں بیٹھا ہوا تھا، ہیبت و دہشت کا غلبہ تھا، ہمت بار بار جواب دے رہی تھی، اور یہ دل کہہ رہا تھا کہ سامنا کیوں کر کیا جائے، زمین کی زبان سے یہ مصرع بارہا سنا تھا کہ:

تو مرا خراب کردی، بہ ایں سجدۂ ریائی

دل کھٹک رہا ہے، ذرا کان لگا کر سننا، کہیں یہ ندا اس وقت اسی مسجد حرم کی سرزمین سے تو نہیں آرہی ہے، شاعری کی دنیا میں بارہا یہ آواز کانوں میں پڑ چکی تھی:

بہ طواف کعبہ رفتم بہ حرم رہم ندادند
تو برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

کیا آج اور اس وقت یہ شاعر حقیقت بن کر رہے گی، یا اللہ! اس پاک زمین پر اپنی ناپاک پیشانی کو کیونکر رگڑا جائے گا، اس عظمت و جلالت والے مکان کے طواف پر کیسے قدرت ہوگی، جن گلیوں میں ہاجرہ صدیقہ دوڑی تھیں، نبی کی ماں اور نبی کی بیوی دوڑی تھیں

وہاں اس ننگِ امت سے سعی کیونکر بن پڑے گی‘‘ (سفرحجاز:۲۶۹۔۲۷۰)

مغرب کی نماز جماعت سے ادا کی، اور عشاء کے انتظار میں بیٹھ گئے، مغرب اور عشاء کے امام شیخ ماہر معیقلی حفظہ اللہ تھے، انہوں نے بڑے سوز کے ساتھ قرآن کریم کی آیتیں پڑھیں، ائمہ حرم کا کمال ہے کہ پورے قرآن میں جہاں سے چاہتے ہیں پڑھتے ہیں، شیخ نے مندرجہ ذیل آیات کو ایسے سوز کے ساتھ پڑھا کہ وہ آیتیں نقش ہوگئیں:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاء وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ، قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّهِ وَاللّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ، الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالأَسْحَارِ، شَهِدَ اللّهُ أَنَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ وَالْمَلاَئِكَةُ وَأُوْلُواْ الْعِلْمِ قَآئِمَاً بِالْقِسْطِ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّهِ الإِسْلاَمُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوْتُواْ الْكِتَابَ إِلاَّ مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْعِلْمُ بَغْياً بَيْنَهُمْ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللّهِ فَإِنَّ اللّهِ سَرِيعُ الْحِسَابِ، فَإنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوْتُواْ الْكِتَابَ وَالأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُواْ فَقَدِ اهْتَدَواْ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلاَغُ وَاللّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (آل عمران: ١٤۔۔ ٢٠)۔ لوگوں کے لئے خواہشات کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے، عورتوں، بچوں اور سونے چاندی کے ڈھیروں اور عمدہ واصیل گھوڑوں، چوپاؤں اور کھیتوں (کی محبت بڑی دل لگتی اور خوشنما معلوم ہوتی ہے)، یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا سامان ہے، اور اللہ تعالی کے پاس

بہترین انجام ہے، ان سے کہئے: کیا ان سب چیزوں سے بہتر اور افضل چیز کے بارے میں بتاؤں؟ اہل تقوی کے لئے ان کے رب کے پاس ایسے باغات ہیں، جن کے نشیب میں نہریں جاری ہیں، جہاں انہیں دائمی قیام نصیب ہوگا، اور پاک و پاکیزہ بیویاں ملیں گی، اور اللہ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل ہوگی، اور اللہ ان بندوں سے خوب باخبر ہے جو یہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے رب ہم ایمان لائے، ہمارے گناہ معاف فرمادے، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے، جو صبر کرنے والے ہیں سچے اور کھرے ہیں، خشوع وخضوع اختیار کرنے والے ہیں، خرچ کرنے والے ہیں اور وقتِ سحر استغفار کرنے والے ہیں۔ اللہ گواہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، فرشتے گواہ ہیں، اور اہل علم گواہ ہیں، یہ گواہی عدل وانصاف پر قائم ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

نظام حیات اور اطاعت کے طریقہ کار کا نام اسلام ہے، اہل کتاب کا اختلاف قطعی علم آجانے کے بعد حسد اور زیادتی کی وجہ سے ہے، اور جو اللہ کی آیات کے منکر ہیں، اللہ جلد ہی ان کا حساب چکادے گا، اگر یہ آپ سے کٹ حجتی کریں تو کہہ دیجئے کہ میں نے اور میرے پیروکاروں نے تو اپنے کو اللہ کے حوالہ کردیا ہے، اور اہل کتاب اور "امیوں" (ان پڑھ لوگوں اور عام مشرکوں) سے کہہ دیجئے، کیا تم بھی اسلام اور مکمل حوالگی کے لئے تیار ہو، اگر وہ اسلام لاتے ہیں، اپنے کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں تو وہ ہدایت یافتہ ہیں، اور اگر منہ پھیرتے ہیں تو تمہاری ذمہ داری بات پہونچادینے کی ہے، اور اللہ اپنے بندوں سے خوب واقف ہے)۔

مکتب التوجیہ والارشاد:

حرم میں مکتب التوجیہ والارشاد (دفتر برائے دینی رہنمائی) قائم ہے، جہاں سے اہم دینی معلومات فراہم کی جاتی ہیں، ماہرین فن علماء کی خدمات حاصل ہیں، وہاں سے دینی کتابیں اور مصاحف تقسیم کئے جاتے ہیں، یہ سب الرئاسۃ العامۃ لشؤون الحرمین الشریفین کے زیرانتظام ہوتا

ہے، میں نے بھی کئی کتابیں حاصل کی، ان میں مصاحف، متون التفسیر اور علوم القرآن قابل ذکر ہیں۔

چھوٹے چھوٹے کیڑے:

عشاء کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ چھوٹے چھوٹے کیڑے نظر آئے، روشنی کی وجہ سے یہ کیڑے آجاتے ہیں، لیکن میڈیا سے متعلق منفی سوچ رکھنے والے افراد نے اسے کئی مہینے پہلے عذاب قرار دیا تھا، اور اعلان کر دیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں ٹڈی دل کا عذاب، برادرم مولانا عبداللہ مخدومی ندوی نے اس کا تذکرہ کیا تو حضرۃ الاستاذ نے اس کی تردید کی، اور کہا کہ ابرہہ نے کعبہ پر حملہ کرنا چاہا، تو اللہ نے اسے ہلاک کر دیا، حضرت عبدالمطلب سے اس نے اپنے آنے کا مقصد پوچھا تو انہوں نے کہا کہ خانہ کعبہ کا مالک اللہ ہے، وہی اس کی حفاظت کرے گا، تم نے میرے دوسو اونٹ لے لئے ہیں، وہ مجھے واپس کر دو۔

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندویؒ کی طرف سے عمرہ :

مؤرخہ ۲۴ / جنوری کو فجر کی نماز ادا کی، اور ناشتہ کے بعد طے ہوا کہ دوسرا عمرہ کرنا ہے، چنانچہ تنعیم کے علاقہ میں مسجد عائشہ گئے، مسجد عائشہ حدود حرم سے باہر ہے، اور دس کیلو میٹر کی مسافت پر ہے، یہ حرم سے سب سے زیادہ قریبی حصہ ہے، عرفات بھی حدود حرم سے باہر ہے، لیکن اس کی مسافت اس سے زیادہ ہے، عام طور پر جن کو دوسرا عمرہ کرنا ہوتا ہے وہ مسجد عائشہ جاتے ہیں، اور عمرہ کی نیت کر کے آتے ہیں، یہ عمرہ استاذ محترم حضرت مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی جن کا ۱۶ / جنوری ۲۰۱۹ء کو انتقال ہو گیا، کی طرف سے کرنا تھا، حضرۃ الاستاذ نے ان کی طرف سے پہلے ہی عمرہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا، میں نے بھی نیت کر لی۔

ذکر خیر:

بلاشبہ حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندویؒ (۱۹۳۳ء-۲۰۱۹ء) اس عصر میں ایک مستند عالم، ماہر تجزیہ نگار اور قدر آور صحافی تھے، انہوں نے چھیاسی سال پر مشتمل قابل رشک زندگی گذاری، ان کے انتقال سے علمی دنیا میں بڑا خلا پیدا ہو گیا، ابھی عمرہ کر کے فارغ ہی ہوئے تھے کہ جامعہ اُم القری مکہ مکرمہ میں زیر تعلیم چند ندوی و قاسمی طلباء سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مل کر مسرت کا اظہار کیا، یہ فضلاء حضرت مولانا واضح رشید حسنی ندوی کے انتقال کی مناسبت سے تعزیتی جلسہ رکھنا چاہتے تھے، اس کے لئے الگ سے وقت تو نہیں مل سکا، لیکن دوسرے دن عشاء کی نماز کے بعد ہوٹل آئے تو حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندویؒ کی خصوصیات کا جامع تذکرہ آگیا، مولانا محمد ارشد اعظمی ندوی (حال مقیم مکہ مکرمہ) نے تو اپنا ایک مضمون بھی حضرۃ الأستاذ کو دیا، اس موقع پر جو افراد تھے ان میں نعمت اللہ قاسمی، عطاء اللہ قاسمی، انور ندوی، مشتاق ندوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

خطبہ جمعہ اور نماز:

۲۵ / جنوری کو جمعہ تھا، جمادی الأولی کی ۱۹ / تاریخ تھے، جمعہ کے لئے پہلے سے جانا ضروری ہوتا ہے، بحمد اللہ غسل کر کے کپڑے بدلے اور حرم پہونچے، چونکہ جمعہ کے بعد مدینہ منورہ کے لئے نکلنا تھا، اس لئے طواف وداع کی نیت سے طواف شروع کیا، ابھی دو شوط (چکر) ہوئے تھے کہ مطاف میں بھیڑ بڑھتی گئی، وہیل چیئر چلانا مشکل ہو گیا، اس لئے ایک جگہ نماز کے انتظار میں بیٹھ گئے، : انتظار الصلاة بعد الصلاة فذلکم الرباط (ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے بیٹھنا ہی معنوی سرحد کی حفاظت ہے) جمعہ کی اذان ہوئی۔ تقریبا ۲۰ / منٹ کے بعد خطبہ کی اذان ہوئی، امام جمعہ شیخ فیصل غزاوی تھے، انہوں نے خطبہ دیا: خطبہ کا موضوع تھا: (صحیح رائے اختیار کرنا اور غلط سے رجوع کرنا ہی اصل دین ہے)، خطبہ دراصل پر مغز خطاب تھا، قرآن و حدیث اور تاریخی شواہد سے معمور تھا۔

شیخ نے اپنے خطبہ میں کہا: انسان پر ایسے حالات آتے ہیں کہ اس کی آراء میں اختلاف ہوتا ہے، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ انسان کمزور ہے، اور کمزوری کی وجہ سے یہ متضاد آراء آتی ہیں: خلق الانسان ضعیفا ،لیکن ایک مؤمن کی شان یہ ہے کہ صحیح رائے کے ظاہر ہونے کے فورا بعد اس کی طرف رجوع کرلے، اور اپنی غلط پر اصرار نہ کرے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا (تقوی والے وہ ہیں کہ جب شیطان ان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے تو وہ متنبہ ہوجاتے ہیں)۔اس لئے مناسب بات یہ ہے کہ صحیح رائے کی طرف رجوع کیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:کل ابن آدم خطاء وخير الخطائين التوابون ،(ہراولاد آدم سے غلطی کا امکان ہے، اور بہترین غلطی کرنے والے وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں) اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:والذين اذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ، ومن يغفر الذنوب الا الله۔ (اہل ایمان وہ ہیں کہ جب ان سے غلطی ہوتی ہے یا وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور اس کی رجوع کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور اللہ ہی گناہوں کو معاف کرنے والا ہے)۔

شیخ نے اپنے خطبہ میں مزید کہا: اچھی طبیعتیں نصیحت کو ناپسند نہیں کرتی ہیں، خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم !اگر میں کسی غیر اولی بات پر نذر مانوں اور اس سے بہتر نظر آجائے تو نذر کا کفارہ دے کر اس نذر سے دستبردار ہوجاؤں گا، سیدنا ابوبکر صدیق نے حضرت عائشہؓ کے واقعہ افک میں مسطحؓ جو ان کے عزیز تھے اور اس واقعہ میں انہوں نے منافقوں کا ساتھ دے دیا تھا یہ نذر مان لی تھی کہ مسطحؓ کو کچھ نہیں دوں گا، پھر ان کو احساس ہوا تو انہوں نے نذر کا کفارہ دیا اور مسطحؓ کے ساتھ سابقہ معاملہ جاری رکھا۔

شیخ نے چند نکات بیان کئے :(۱)حق میں آخری درجہ میں ہونا باطل میں سرفہرست ہونے کے مقابلہ میں بہتر ہے۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مرتدین کے مقابلہ میں جو موقف اختیار کیا اس پر آخری دم تک قائم رہے، یہ ان کی حفاظت دین کے لئے صحیح موقف پر قائم ہونے کی دلیل ہے۔

(۳) صحیح رائے پر ہوتے ہوئے عوام کی خواہش کی بنیاد پر اپنی رائے بدل دینا اتباع نفس ہے۔

مدینہ طیبہ میں

مدینہ کا سفر ہے اور میں نمدیدہ نمدیدہ
جبیں افسردہ افسردہ، قدم لرزیدہ لرزیدہ

۲۵/جنوری کو ساڑھے پانچ بجے مدینہ طیبہ کے لئے نکلے، بھائی طلحہ ندوی کی گاڑی تھی، ساڑھے نو بجے مدینہ پہونچے، بھائی طلحہ ندوی ماشاء اللہ کئی سال سے جدہ میں مقیم ہیں، علماء کی خدمت اور ان کی تکریم کرنا ان کا شعار ہے، ان کا ذوق تاریخی بھی ہے، چنانچہ انہوں نے راستے میں بہت مفید باتیں ذکر کی۔

راستہ میں ایک جگہ رک کر نماز ادا کی، وہ تقریباً مدینہ کی آدھی مسافت تھی، بزرگوں سے سنا ہے کہ مدینہ کے سفر میں درود پاک کی کثرت ہونی چاہئے، حضرت مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئیؒ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! پہلے استغفار پڑھیں یا درود، تو حضرت نے فرمایا: پہلے استغفار، پھر درود، استغفار سے گناہوں کی صفائی ہوتی ہے پھر اگر درود پڑھی جائے گی تو اس کی شان نرالی ہوگی۔ مدینہ طیبہ میں انوار المدینہ موفنپک میں قیام رہا، یہ مسجد نبوی کے ہوٹل گیٹ نمبر پندرہ پر واقع ہے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت، یہی آرزو ہے

....

تمنا ہے درختوں پر تیرے روضہ کے جا بیٹھوں
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

روضہ اطہر پر حاضری:

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے روضہ اطہر پر حاضری سے متعلق ایک اچھی نظم لکھی ہے، پہلے اس کو پڑھئے:

آدم کے لئے فخر یہ عالی نسبی ہے
مکی مدنی ہاشمی مطلبی ہے
پاکیزہ تر از عرش وسما جنت فردوس
آرام گہہ پاک رسول عربی ہے
آہستہ قدم نیچی نگہ ، پست ہو آواز
خوابیدہ یہاں روح رسول عربی ہے
اے زائر بیت نبوی یاد رہے یہ
بے قاعدہ یاں جنبش لب بے ادبی ہے
بجھ جائے تیرے چھینٹوں سے اے ابر کرم آج
جو آگ مرے سینے میں مدت سے لگی ہے
کیا شان ہے اللہ رے محبوب نبی کی
محبوب خدا ہے ، وہی محبوب نبی ہے

۲۶/جنوری ۲۰۱۹ء میں گیارہ بجے دن میں حضرۃ الاستاذ کے ساتھ ہم مسجد نبوی گئے، سب سے پہلے مواجہہ شریف پر حاضر ہوئے، باب السلام سے داخل ہوئے، ہم حضرۃ الأستاذ کے ساتھ تھے، روضہ مطہرہ پر حاضر ہو کر سلام پیش کیا، عجز وضعف کی تصویر بن کر

حضرۃ الاستاذ نے اپنی طرف سے سلام پیش کیا، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کو بھی سلام پیش کیا، پھر صفہ نبوی کے قریب آ گئے، تحیۃ المسجد پڑھی، تھوڑی دیر بیٹھے ہی تھے کہ اذان ہوگئی، ظہر کی نماز ادا کی اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔

نماز کی فکرمندی:

ظہر کی نماز پڑھ کر حضرۃ الأستاذ آرام کر رہے تھے، اچانک آنکھ کھلی، میں اس وقت جگ رہا تھا، فرمایا: مجھے احساس ہوا کہ رات کا آخری پہر ہے، اور اٹھنے میں کوتاہی ہوئی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرۃ الأستاذ کو رات کی عبادت کی کس قدر فکر رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تہجد کبھی نہیں چھوٹتی، ایک مرتبہ فرمایا: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے زمانہ تعلیم ہی میں یہ نصیحت کی تھی کہ فجر سے پہلے تہجد کے وقت دو رکعت ضرور پڑھ لیا کرو، اس سے بڑی ترقیات حاصل ہوں گی۔

ندوی فضلاء سے ملاقات:

قباء کے علاقہ میں مولانا حفظ الرحمٰن اعظمی ندوی رہتے ہیں، انہیں ہم لوگوں کی آمد کی اطلاع تھی، چنانچہ وہ ملاقات کے لئے ہوٹل آئے اور ساتھ میں رات کا کھانا بھی لائے، ان کی محبتوں کا شکریہ ادا کیا گیا، بلاشبہ وہ ایک مخلص اور سنجیدہ ندوی فاضل ہیں، بارک اللہ فی حیاتہ، آخری دن بھی ملاقات کے لئے آئے، اور اپنے دونوں صاحبزادوں کو بھی لائے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغ طلباء کی ایک تعداد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں زیر تعلیم ہے، ان میں طالب انور ندوی، عبدالمنعم بھٹکلی ندوی، ابوبکر ندوی، محمد حمزہ اسد اللہ ندوی، کفیل احمد ندوی، محمد سعید خان ندوی وغیرہ سے ملاقات ہوئی، اسی دوران ندوہ کے ایک فاضل سید محمد ذاکر ندوی اور ان کے ساتھی ابراہیم بھائی سے ملاقات ہوئی، دونوں ماشاء اللہ بڑے سنجیدہ مزاج کے ہیں، اور تبلیغ ودعوت کا کام انجام دے رہے ہیں۔

محمد سعید خان ندوی ندوۃ العلماء کے معاون نائب ناظم جناب الحاج شاہد حسین خان کے بھتیجے ہیں، یہ دارالعلوم میں فعال اور متحرک رہے، اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں بھی نشیط ہیں، اساتذہ اور مشائخ سے تعارف ہے، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طرف سے یہ سہولت ہوتی ہے کہ پڑھنے والے طلباء (Visit Visa) کے ذریعہ اپنے والدین کو سعودی عرب بلا سکتے ہیں، اسی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سعید خان نے اپنے والد جناب الحاج ساجد حسین خان (دفتر تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء) اور والدہ کو بلایا ہے، ماشاءاللہ مسجد بلال کے پاس دونوں مقیم تھے، معلوم ہوا تو ملنے آئے، اور اچھی ملاقات رہی۔ بارک اللہ فی حیاتھما۔

چند زیارت گاہیں:

سید محمد ذاکر ندوی یہ ممبئی کے رہنے والے ہیں، انہوں نے دارالعلوم میں معہد سے اخیر درجات تک تعلیم حاصل کی، ماشاءاللہ دعوت و تبلیغ سے وابستہ ہیں، تجارت بھی ہے، جس کے ذریعہ رزق حلال کا اہتمام ہے، ان کو معلوم ہوا تو آئے اور برابر ساتھ رہے، اہل علم کی خدمت کا بڑا جذبہ ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے، وہ اپنے دعوتی ساتھی ابراہیم بھائی کے ساتھ زیارت کے لئے ہم لوگوں کو لے گئے، ماشاءاللہ مسجد قباء، مقبرہ شہداء احد، مسجد اجابہ، مسجد استراحۃ، بئر رومہ وغیرہ تاریخی مقامات کی زیارت کی، اور سیرت کے اہم واقعات کے خاص مقامات سے واقف ہوئے، بئر عثمان کے پاس بھی گئے، اور وہاں کا پانی پیا۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔

ائمہ حرم نبوی:

مسجد نبوی میں شیخ عبدالرحمٰن حذیفی، شیخ عبدالباری ثبیتی، شیخ حسین آل الشیخ وغیرہ کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں، ان سے سورۂ حشر اور سورۂ والفجر کی آیتیں خاص طور سے سنیں۔

مستورات کے لئے روضہ پر حاضری کی ترتیب:

۲۷ رجنوری کو گیارہ بجے سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے، سیکورٹی کے افراد دور ہی سے سلام پیش کرنے والوں کو اشارہ کر رہے تھے کہ دوسرے راستے سے روضہ تک پہونچیں، میں نے درخواست کی، تو قریب سے پیش کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ پہلے اپنی طرف سے سلام پیش کیا، اور جن حضرات نے کہا تھا ان کی طرف سے بھی سلام پیش کیا، مستورات کے لئے روضہ پر حاضری کے لئے ایک جگہ مخصوص ہے، ظہر اور عشاء کے بعد ان کے لئے عام اجازت ہوتی ہے، قناتیں کھینچ دی جاتی ہیں، اور وہ اطمینان کے ساتھ سلام پیش کرتی ہیں۔

حضرت ناظم ندوۃ العلماء سے فون پر رابطہ:

حضرۃ الأستاذ نے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم (ناظم ندوۃ العلماء) سے موبائل سے گفتگو کی، اور عرض کیا کہ آپ کی طرف سے روضۂ اقدس پر سلام پیش کرنے کی توفیق ہوئی، جس سے حضرت بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا، اس سے قبل حضرۃ الأستاذ نے مکہ میں بھی حضرت سے گفتگو کی تھی، احقر نے بھی حضرت کو سلام کیا، حسن ظن اور اعتماد کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے تو روضہ پر میرا سلام پیش کیا ہوگا، اللہ تعالی حضرت کو صحت و عافیت عطا فرمائے، اور آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حسن اور اس پہ حسن ظن، رہ گئی بوالہوس کی شرم
اپنے پہ اعتماد ہے، غیر کو آزمائے کیوں

مدینہ کی کھجوریں:

مدینہ طیبہ آنے والا ہر فرد کھجور کی شکل میں یہاں کا تحفہ ضرور لے جاتا ہے، معلوم ہوا کہ کھجور کی دوسو سے زیادہ قسمیں ہیں، مدینہ کا عجوہ بڑا مشہور ہے، احادیث میں اس کے فضائل موجود ہیں، بہترین کھجور عجوہ ہے، مسند احمد میں ہے: العجوة من فاكهة الجنة (عجوہ جنتی پھل ہے)، صحیحین میں حضرت سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من تصبّح كل يوم سبع تمرات عجوة لم يضرّه في ذلك اليوم سُمّ ولا سِحر۔ (جو شخص روزانہ سات عجوہ کھجور کھائے تو اس پر زہر اور جادو کا کچھ بھی اثر نہیں ہوگا، جدید تحقیقات کے مطابق عجوہ میں کینسر کا بھی علاج ہے، موجودہ کھجور کی قسموں میں سکری، قلمی، صفاوی، مبروم، بسیطہ وغیرہ ہیں۔

شیخ حامد اکرم بخاری سے ملاقات:

۲۷ر جنوری کی مغرب کی نماز پڑھ کر بیٹھے ہی تھے، اسی اثنا معلوم ہوا کہ مسجد نبوی کے استاذ شیخ حامد اکرم بخاری (حفظہ اللہ ورعاہ) تشریف لا رہے ہیں، شیخ حامد اکرم ندوہ آچکے تھے، ان کے ساتھ شیخ عامر بہجت بھی آئے تھے، وہ بھی حرم میں مدرس ہیں، اس لئے ان سے تعارف تھا، انہوں نے بڑی محبتوں کا ثبوت دیا۔ اور حضرۃ الأستاذ سے دیر تک باتیں کیں۔ واضح رہے کہ مسجد نبوی میں معهد الحرم اور كلية الحرم کے نام سے دو ادارے قائم ہیں، وہاں مدینہ کے طلباء خاص طور سے تعلیم حاصل کرتے ہیں، گویا یہ صفہ نبوی کی دوسری شکل ہے، اسی طرح مسجد نبوی میں ایک کتب خانہ بھی ہے جو زائرین اور دیگر اہل علم کے استفادہ کے لئے ہے، بعض نمازوں کے بعد عمومی دروس کا انتظام ہے، الگ الگ ستونوں کے پاس یہ حلقے لگتے ہیں، اور مشائخ وہاں درس دیتے ہیں۔

سعودی باشندہ صالح عبدالرحمٰن سے ملاقات:

راقم چونکہ اس سے قبل خادم الحرمین کی ضیافت میں عمرہ پر آچکا تھا، اس لئے برنامج ضیوف خادم الحرمین کے ایک رضا کار شیخ صالح عبدالرحمٰن سے تعارف تھا، وہ مدینہ کے رہنے والے ہیں، ان کے والد صاحب مدینہ میں ایک مدرسہ تحفیظ القرآن کے نام سے چلاتے ہیں، ان کو معلوم ہوا تو وہ عربی قہوہ اور کھجور لے کر آئے اور ایک کتاب ''منہاج المسلم'' بھی حضرۃ الأستاذ کو پیش کی۔ یہ کتاب مشہور عالم شیخ ابوبکر جزائری کی تالیف کردہ ہے، اس میں عقائد، آداب، اخلاق، عبادات، معاملات کو بڑے مدلل انداز میں ذکر کیا گیا ہے، تین سو اٹھانوے (۳۹۸) صفحات پر مشتمل یہ کتاب ہر لحاظ سے قابل مطالعہ ہے، یہ مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ سے شائع ہوئی ہے۔ برادرم صالح نے ظاہری اور باطنی دونوں ضیافت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، بارك الله فيه ووفقه لما يحبه ويرضاه ۔

جناب مولانا قاری عبدالحمید ندوی کا اظہار محبت:

جناب مولانا قاری عبدالحمید صاحب ندوی زید مجدہم ندوۃ العلماء کے ممتاز فضلاء میں ہیں، ایک مدت سے دبئ میں مقیم ہیں، اور امام وخطیب کے عہدہ پر فائز ہیں، برولیا، بہرائچ کے رہنے والے ہیں، صلاح وتقوی اور ہمدردی وغمگساری کے پیکر ہیں، علامہ اقبال کا شعر ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا

دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

کے مصداق ہیں اور ندوہ کی فکر میں برابر رہتے ہیں، اہل علم اور علماء کے قدرداں ہیں، ان کا حضرۃ الأستاذ کی خیریت اور مزاج پرسی کے لئے فون آیا، ماشاء اللہ انہوں نے ہر ایک کو مبارکباد دی، اور ایک شعر پڑھا:

پیش نظر ہے روضۂ اطہر آنکھیں بھی روشن، دل بھی منور

صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

مناجات علامہ سید سلیمان ندویؒ

مدینہ کے زمانہ قیام میں برادر عزیز محمد خالد ندوی جمشید پوری نے اپنے فیس بک کے صفحہ پر علامہ سید سلیمان ندویؒ کی مناجات نشر کی، یہ مناجات راقم کے پسندیدہ اشعار میں سے ہیں، مدینہ طیبہ میں اس مناجات کے ذریعہ دعاؤں میں اظہار تمنا کا ایک خوبصورت ذریعہ مل گیا، پڑھئے اور دیکھئے کہ کس محبت اور خلوص کے ساتھ سید صاحبؒ نے اللہ رب العزت کے سامنے اپنا دردِ دل رکھا ہے:

صدقِ احساس کی دولت میرے مولی دے دے
غمِ امروز بھلا دے، غمِ فردا دے دے
دُھن کچھ ایسی ہو، فراموش ہو اپنی ہستی
دل دیوانہٗ و شیدائی و شیدا دے دے
کھول دے میرے لئے علم حقیقی کے در
دلِ دانا، دل بینا، دل شنوا دے دے
قول میں رنگ عمل بھر کے بنادے رنگیں
لبِ خاموش بنا کر دل گویا دے دے
درد دل سینے میں رہ رہ کر ٹھر جاتا ہے
جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدایا دے دے

حضرۃ الاستاذ کا شعری ذوق:

صبح ناشتہ کے لئے تیار ہو رہے تھے کہ حضرۃ الاستاذ نے ایک شعر پڑھا:

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

کمرہ سے نکلے اور لفٹ کی طرف جا رہے تھے کہ حضرۃ الاستاذ نے برجستہ ایک شعر کہا:

اِدھر دیکھتی ہے، اُدھر دیکھتی ہے
مدینہ کی گلیاں کدھر دیکھتی ہیں

ظہر کی نماز پڑھ کر آئے، کھانے کی خواہش نہیں تھی، میں نے عرض کیا کہ سوپ وغیرہ لے لیں، اسی اثنا جامعہ اسلامیہ کے طالب علم طالب انور ندوی چکن سوپ لے کر آئے، حضرۃ الأستاذ نے نوش فرمایا اور بروقت یہ عربی اشعار کہے :

عرفتُ المنزلَ الخالی فوجدتُ هنالك الساقی
فأكرمنی و رحّب بی و قال: اشرب من الباقی
حمدتُ الله على النعمة ، و شكرتُ زميلى الحانی
دعوتُ الله من قلبی و بشرتُ بخلده الباقی

اپریل ۲۰۱۸ء میں حضرۃ الأستاذ مدظلہ کے ساتھ سری لنکا جانا ہوا، ماشاء اللہ وہاں کا پروگرام بہت کامیاب رہا، واپسی میں جہاز میں حضرت تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک آدھ شعر کی آمد ہوئی:

یظن المرء أحیانا بالاصرار أضرارا
ولكن العواقب قد تعطيه أثمارا ، وقد تذكيه أنوارا

۲۰۰۵ء میں جامعہ ابن تیمیہ مشرقی چمپارن بہار حضرۃ الأستاذ تشریف لے گئے، راستہ میں طبیعت موزوں ہوئی تو یہ اشعار کہے:

منظر غروب شمس کا دیکھا ہے آپ نے

اب آفتابِ زندگی قبل الغروب ہے
مانا کہ بھول جائیں گے احباب سب کے سب
لیکن کتاب زندگی روشن بھی خوب ہے

یہ اشعار استاذ محترم مولانا ڈاکٹر ابوسحبان ندوی (استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء) نے فوراً حضرۃ الأستاذ سے لکھوا لئے تھے، اس لئے محفوظ ہو گئے۔

ایک صاحب نے حضرۃ الأستاذ کی خوب تعریف کی اور زمین و آسمان کے قلابے ملادئے، چنانچہ اسی وقت حضرت کی طبیعت موزوں ہوئی اور اردو اور عربی میں یہ شعر کہا:

میں اک مشت خاک ہوں اور کچھ بھی نہیں
اک صورت انسان ہوں اور کچھ بھی نہیں

اسی کو عربی میں اس طرح ادا کیا:

أنا حُفنة من تراب و لست بشيئ
أنا صورة انسان ولست بشيئ

مدینہ منورہ میں اجازت حدیث:

۲۸ر فروری کو حسب معمول گیارہ بجے حرم سلام و نماز کے لئے گئے، سب سے پہلے روضہ پر حاضر ہو کر سلام پیش کیا، پھر باب بلال کے پاس آکر بیٹھ گئے، اسی درمیان جامعہ اسلامیہ کے دو طالب (محمد عاقل بن محمد اشرف، احمد آباد، گجرات، سید محمد اصغر شاہ بن سید محمد انور شاہ، پشاور پاکستان سے تعلق رکھنے والے تھے) آئے اور انہوں نے حضرۃ الأستاذ سے اجازت حدیث چاہی، میں نے جگہ کی مناسبت سے تائید کی، حضرت راضی ہو گئے، میرے پاس سند کی ایک کاپی تھی، نماز ظہر کے بعد دونوں نے حدیث مسلسل بالأولیۃ اور صحیح بخاری کی اول و آخر حدیثیں پڑھیں، میں نے حضرۃ الاستاذ کی چھپی ہوئی سند جس

میں مشائخ اور بزرگوں سے اجازت حدیث کی تفصیل ہے اس کو پڑھا، اس طرح مدینہ طیبہ میں درس حدیث کا یہ عمل بڑا مبارک رہا، اس کے بعد حضرۃ الأستاذ نے اجازت دی اور نمناک آنکھوں کے ساتھ دعا کی۔ پھر پر حسرت جذبات کے ساتھ مسجد نبوی سے نکلے اور دل ہی دل میں دعاء کی کہ اللہ! بار بار دیار مقدسہ کی حاضری کا موقع عنایت فرمائیے۔

مدینہ سے روانگی:

چار بجے شام کو مدینہ سے جدہ کے لئے روانہ ہو گئے، ماشاء اللہ چار گھنٹے میں جدہ پہونچ گئے، راستہ میں صرف ایک جگہ مغرب کی نماز کے لئے رکے، سڑکیں بڑی اچھی اور صاف ستھری ہیں، ان پر زیادہ بھیڑ نہیں ہے، جدہ پہونچ کر بھائی طلحہ ندوی کے گھر کھانا کھایا، ان کے والد صاحب سے ملاقات ہوئی، وہ بڑے خلیق انسان ہیں، ان کا مزاج دعوتی ہے، ماشاء اللہ برابر اسی فکر میں رہتے ہیں۔ ان کے کئی صاحبزادے ندوی ہیں، ان کے بڑے صاحبزادے بھائی طلحہ، عکرمہ اور ابوبکر سب ندوہ سے فارغ ہیں أکرمهم الله بالتوفیقات۔

ایک مخلص اور کرم فرما کے مکان پر:

بھائی طلحہ کے گھر کھانا کھایا، اور رات کو لکھنؤ ہی کے ایک بڑے مخلص اور کرم فرما جناب الحاج نہال احمد صدیقی صاحب کے مکان پر آ گئے، وہیں رات گذاری، بحمد اللہ آرام دہ کمرے اور سہولتیں میسر تھیں، اللہ ان کو جزائے خیر سے نوازے اور ہر قسم کے شرور وفتن اور آزمائش سے دور فرمائے۔

ائیر پورٹ پر نماز فجر:

نماز فجر سے پہلے جدہ ائیر پورٹ پہونچنا تھا، بحمد اللہ وقت پر پہنچ گئے، نہال بھائی کی

وجہ سے بڑی سہولت ہوئی، نماز فجر ادا کی اور ویٹنگ روم میں جہاز کے انتظار میں آکر بیٹھ گئے، جہاز آٹھ بجے روانہ ہوا، اور ماشاء اللہ پانچ گھنٹے میں ہم لکھنؤ ائیر پورٹ پہونچ گئے، ائیر پورٹ پر بھائی عمار نگرامی اور احمد نگرامی، بھائی عبیدالرحمٰن اعظمی، محمد دانش وغیرہ موجود تھے۔ الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات۔

باخدا دیوانہ باش، بامحمد ہوشیار:

سفر سے واپسی پر انجمن الاصلاح معہد القرآن دارالعلوم ندوۃ العلماء کے اراکین کی تجویز پر ایک تأثراتی نشست رکھی گئی، چونکہ حج سے واپسی پر اس طرح کا کوئی پروگرام نہیں ہوسکا تھا، اس لئے طلباء کے اصرار پر اس نشست میں اپنے تأثرات ظاہر کئے، ناظم انجمن محمد صادر نے نظامت کی اور راقم نے سفر کی روداد پیش کی، اور حضرۃ الأستاذ حفظہ اللہ کی شفقتوں کا تذکرہ کیا، راقم نے عرض کیا کہ مکہ کا پیغام توحید اور اللہ پر توکل اور مدینہ منورہ کا پیغام اتباع نبی ﷺ اور سنت نبوی سے عشق ہے، لہٰذا ان دونوں پیغاموں کو اپنی زندگی میں منتقل کرنا چاہئے۔ کسی کہنے والے نے کہا ہے:

باخدا دیوانہ باش، بامحمد ہوشیار

انجمن کے اراکین محمد شاہنواز عالم، محمد احمد خان، محمد فیصل، محمد یوسف، انعام الحسن، محمد موسیٰ، محمد رافع، فراز ذکی، پرویز عالم، سید عبداللہ، سمیط مظہری، شان احمد وغیرہ خاص طور پر موجود تھے۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله و أصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

منتخب دعائیں

منتخب دعائیں

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلَّذِى لَهُ مَا فِى اَلسَّمَاوَاتِ وَمَا فِى اَلأَرْضِ وَلَهُ اَلْحَمْدُ فِى اَلآخِرَةِ وَهُوَ اَلْحَكِيمُ اَلْخَبِيرُ (سبأ: ١).

اللّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ. إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اللّهم بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. (البخاري ومسلم).

حَسْبِىَ اَللَّهُ لا إله إِلاَّ هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ اَلْعَرْشِ اَلْعَظِيمِ (التوبة: ١٢٩).

هُوَ اَلرَّحْمَٰنُ آمَنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا (الملك: ٢٩).

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ إِنَّكَ أَنتَ اَلسَّمِيعُ اَلْعَلِيمُ (البقرة: ١٢٧).

رَبَّنَآ آتِنَا فِى اَلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى اَلآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ اَلنَّارِ (البقرة: ٢٠١).

رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْراً كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى اَلَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَا لاَ طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاَعْفُ عَنَّا وَاَغْفِرْ لَنَا وَاَرْحَمْنَآ أَنتَ مَوْلاَنَا فانْصُرْنَا عَلَى اَلْقَوْمِ اَلْكَافِرِينَ (البقرة: ٢٨٦).

رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً، إِنَّكَ أَنْتَ اَلْوَهَّابُ (آل عمران: ٨). رَبَّنَآ إِنَّنَآ آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ اَلنَّارِ (آل عمران: ١٦).

رَبِّ هَبْ لِی مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً، إِنَّكَ سَمِيعُ ٱلدُّعَآءِ (آل عمران: ٣٨).

رَبَّنَآ آمَنَّا بِمَآ أَنزَلْتَ وَٱتَّبَعْنَا ٱلرَّسُولَ فاكْتُبْنَا مَعَ ٱلشَّاهِدِينَ (آل عمران: ٥٣).

رَّبَّنَآ إِنَّنَآ سَمِعْنَا مُنَادِياً يُنَادِى لِلإِيمَانِ أَنْ آمِنُواْ بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ ٱلأَبْرَارِ، رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلاَ تُخْزِنَا يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ إِنَّكَ لاَ تُخْلِفُ ٱلْمِيعَادَ (آل عمران:١٩٤ -١٩٣).

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَاسِرِينَ (الأعراف: ٢٣).

رَبَّنَا لاَ تَجْعَلْنَا مَعَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّالِمِينَ (الأعراف: ٤٧).

أَنتَ وَلِيُّنَا فاغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ ٱلْغَافِرِينَ، وَٱكْتُبْ لَنَا فِى هَـٰذِهِ ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى ٱلآخِرَةِ (الأعراف: ١٥٥).

عَلَىٰ ٱللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لاَ تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ ٱلظَّالِمِينَ، وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلْكَافِرِينَ (يونس: ٨٥ -٨٦).

رَبِّ ٱجْعَلْنِى مُقِيمَ ٱلصَّلاَةِ وَمِن ذُرِّيَتِى رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ، رَبَّنَا ٱغْفِرْ لِى وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ ٱلْحِسَابُ (إبراهيم: ٤٠ -٤١).

رَّبِّ ٱرْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيراً (الإسراء: ٢٤)

رَبَّنَآ آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَداً (الكهف: ١٠).

رَبِّ ٱشْرَحْ لِى صَدْرِي، وَيَسِّرْ لِيَ أَمْرِي (طه: ٢٠ -٢١).

رَّبِّ زِدْنِي عِلْماً (طه: ١١٤).

لاَّ إِلٰـه إِلاَّ أَنـتَ، سُـبْحَانَكَ إِنِّـى كُنـتُ مِـنَ ٱلظَّـالِمِينَ (الأنبياء: ٨٧).

رَّبِّ أَعُـوذُ بِـكَ مِـنْ هَمَـزَاتِ ٱلشَّـيَاطِينِ، وَأَعُـوذُ بِـكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ (المؤمنون: ٩٧ -٩٨)

رَبَّنَآ آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ ٱلرَّاحِمِينَ (المؤمنون: ١٠٩).

رَّبِّ ٱغْفِرْ وَٱرْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ ٱلرَّاحِمِينَ (المؤمنون: ١١٨).

رَبَّنَا ٱصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ، إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَاماً (الفرقان: ٦٥).

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَٱجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَاماً (الفرقان: ٧٤).

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ٱلَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلَىٰ وَالِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِى بِرَحْمَتِكَ فِى عِبَادِكَ ٱلصَّالِحِينَ (النمل: ١٩).

رَبِّ إِنِّى ظَلَمْتُ نَفْسِى فَاغْفِرْ لِى (القصص: ١٦).

رَبِّ هَبْ لِى مِنَ ٱلصَّالِحِينِ (الصافات: ١٠٠).

رَبَّنَا ٱغْفِرْ لَنَا وَلإِخْوَانِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِالإِيمَانِ وَلاَ تَجْعَلْ فِى قُلُوبِنَا غِلاًّ لِّلَّذِينَ آمَنُواْ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (الحشر: ١٠).

رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ، رَبَّنَا لاَ تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُواْ وَٱغْفِرْ لَنَا رَبَّنَآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ (الممتحنة: ٤ -٥).

لا إِلَـهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَـهُ، لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ

الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر. (مسند الإمام أحمد وغيره).

لا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ العَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لا إله إِلا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ. (البخاري ومسلم).

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ، فَلا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. (أحمد وغيره بإسناد حسن).

اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْلِي، فَإِنَّهُ لا يَغْفِرْ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. (البخاري).

اللّٰهم إني ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْماً كَثِيْراً، وَلا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عَنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيْمُ. (البخاري ومسلم).

اللّٰهم إِنِّي عَبْدُكَ، ابْنُ عَبْدِكَ، ابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِي حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِي قَضَاؤُكَ، أَسَأْلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَه فِي كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَداً مِنْ خَلْقِكَ، أو اِسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الغَيْبِ عِنْدِكَ، أَنْ تَجْعَلَ القُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِي، وَنُورَ صَدْرِيْ، وَجِلاءَ حُزْنِي، وَذَهَابَ هَمِّيْ. (أحمد وغيره، بإسناد حسن).

يا مُقَلِّبَ القُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِيْنِكَ، (أحمد وغيره، بإسناد صحيح).

اللّهـم إنّـي أَعُـوذُ بِـكَ مِـن الهَـم والحُزْنِ، والعَجَـزِ وَالْكَسَـلِ، وَالجُبْنِ وَالبُخْلِ، وَضلع الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ، (البخاري ومسلم).

اللّهُم إنّي أَعُوذُبِكَ مِنَ البُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِن الجُبْنِ، وأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إلى أَرْذَلِ الْعُمْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِن عَذَابِ القَبْرِ. (البخاري).

اللّهم إنّي أَعُوذُ بِكَ مِن الْبَرْصِ وَالجُنُونِ والجُذَامِ، وَمِنْ سَيءِ الأَسْقَامِ. (أحمد وغيره، بإسناد صحيح).

اللّهُم جَنبْني مُنْكَرَاتِ الأَخْلَاقِ، وَالأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ، والأَدْوَاءِ. (الحاكم وغيره، بإسناد صحيح).

اللّهُم إنّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ الْكَسَلِ وَالهَرَمِ، وَالمَأْثَم والمَغْرَمِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَسِيْحِ الدَّجَّالِ، اللّهُم اغْسِلْ عَنّي خَطَايَايَ بِمَاءِ الثّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنْ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقي الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ المَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ. (البخاري، ومسلم).

اللّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اللّهُمَّ بَارِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. (البخاري ومسلم).

اللّهُم اهْدِنِي وسَدِّدنِي، اللّهم إنّي أَسْأَلُكَ الْهُدى وَالسَّدَادَ. (مسلم).

رَبّ اغْفِرْ لِي خَطِيْئَتِي وَجَهْلِي وإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلّه، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمَ بِهِ مِنّي، اللّهُم اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ، وَعَمَدِيْ وَجَهْلِي وهَزْلِي، وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي، اللّهم اغفِر لِي مَا قَدَّمتُ وَمَا أَخرتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ المُقَدِّمُ وَأَنْتَ المُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلّ شَيئٍ قَدِيْرٌ. (البخاري ومسلم).

اللّهُم أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الأُمورِ كُلّها، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْي الدُنْيا وَعَذَابِ الآخِرَةِ. (أحمد وغيره).

اللّهُم إِنّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرّ قلْبِي، وَمِنْ شَرّ مِنْيِي. (أبوداود وغيره، بإسناد صحيح).

اللّهُم رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ العَظِيْمِ، رَبّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ، فَالِقَ الحُبِّ وَالنّوَى، وَمُنْزِلَ التّوراةِ وَالإِنْجِيْلِ وَالفُرْقَانِ، أَعُوْذُ بِكَ مِن شَرّ كُلِّ شَيْئٍ، أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِه، اللّهُم أَنْتَ الأَوْلُ، فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيئٍ، وَأَنْتَ الآخِرُ، فَلَيْس بَعْدَكَ شَيئٍ، وَأَنْتَ الظّاهِرُ، فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيئٍ، وَأَنْتَ البَاطِنُ، فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْئٍ، اِقْضِ عَنّا الدينَ، وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ. (مسلم).

اللّهُم إِنّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرّ مَا لَمْ أَعْمَلْ. (مسلم).

اللّهُم أَصْلِحْ لِي دِيْنِي الذّي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ التي فِيْهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الّتِي فِيْهَا مَعَادِيْ، وَاجْعَلِ الحَيَاةِ زِيَادَة لِي فِي كُلّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ المَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ. (مسلم).

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الهُدى وَالتُقى وَالعَفَافَ وَالْغِنَى. (مسلم).

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنَ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي، وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةَ قَوْمٍ فَتَوفَنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ. (احمد وغيره، بإسناد صحيح).

دليل الحاج والمعتمر والزوار مرتب شيخ يوسف العطير

❖ ❖ ❖